حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

الجماعۃ

مارچ - اپریل ۲۰۲۴ء

آدابِ زکوٰۃ

زکوٰۃ اللہ کا حق ہے کسی غیر مستحق کو دینا جائز نہیں، بندہ اس سے کوئی ذاتی مفاد حاصل نہ کرے اور نہ کسی کی تکلیف سے بچاؤ کی خاطر اسے دے اور اپنے مال کی حفاظت اور مذمت سے ڈرتے ہوئے کسی غیر مستحق کو نہ دے بلکہ مسلمان کو چاہئے کہ زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کرے اس لئے کہ وہ اس کے حقدار ہیں۔ ان سے کوئی ذاتی غرض ہر گز وابستہ نہ ہو اور جب زکوٰۃ ادا کرے تو دل میں تنگی اور بخل محسوس نہ کرے بلکہ خوشی خوشی ادا کرے اور اس سے صرف اللہ کی رضا جوئی مقصود ہو تا کہ فرض ادا ہو جائے اور بندہ اجر عظیم کا مستحق ہو۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ

(مجموع فتاوی و مقالات ابن باز: ۱۴/ ۲۲۹)

صوبائی جمعیت اہلِ حدیث ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ید اللہ علی الجماعۃ

حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان

مجلّہ

الجماعۃ

خصوصی شمارہ

شعبان-رمضان ۱۴۴۵ھ • مارچ-اپریل ۲۰۲۴ء

سرپرست
عبدالسلام سلفی
سعید احمد بستوی

مدیر
عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی

نائب مدیر
عبدالجلیل انصاری

مجلس ادارت
- عنایت اللہ مدنی
- عبدالواحد انور یوسفی
- عبیداللہ سلفی
- عبدالمعید مدنی (مہسلہ)
- عبدالجبار سلفی
- ڈاکٹر عبدالمبین خان

پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو- ایل. بی. ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070

9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai

subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com

نگارشات

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

مقصدِ صیام

شیخ محمد ایوب اثری (داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [البقرۃ:۱۸۳]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو''۔

تشریح: اس آیت کریمہ کے ذریعہ روزہ رکھنے کا عظیم مقصد تقویٰ کا حصول بتلایا گیا ہے کیونکہ تقویٰ انسان کے اخلاق وکردار کے سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

قارئین کرام: اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن ماہ رمضان کا روزہ رکھنا ہے اور صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کرنے سے رک جانے کا نام روزہ ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں جب ہم روزہ کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو کہیں اسے متقی بننے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تو کہیں **''الصیام جنة''** کہا گیا ہے یعنی روزہ ڈھال ہے تو کہیں **''الصیام والقرآن یشفعان للعبد یوم القیامة''** کہا گیا ہے یعنی روزہ قیامت کے دن بندہ کے لئے سفارشی بن کر آئے گا اور کہیں **''من صیام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه''** کہہ کر گناہ ومعاصی کی مغفرت کا پروانہ دیا گیا ہے، یعنی جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھا اس کے پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے، اسی طریقے سے جنت کے ایک دروازے کا نام ''ریّان'' ہے جس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے، اس کے علاوہ اور بے شمار فوائد ومقاصد ہیں جس کا احاطہ کرنا اس مختصر سی تحریر میں مشکل ہے۔

اب اس کے بنیادی مقصد وکردار کے تعلق سے کچھ باتیں حوالہ قرطاس کی جارہی ہیں اس دعاء کے ساتھ کہ اللہ ہم تمام کو اس کا عامل وفاعل بنائے۔(آمین)

حصول تقویٰ: تقویٰ کے لغوی معنی بچنے اور حفاظت کرنے کے ہیں اور دینی اصطلاح کی رو سے طاعت کے کاموں میں اخلاص اور معصیت کے تمام کاموں سے احتراز وپرہیز کرنے کا نام تقویٰ ہے، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کما حقہ تقویٰ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''هوان یطاع فلا یعصی ویذکر فلا ینسی، ویشکر فلا یکفر'' یعنی تقویٰ یہ ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اور اس کی نافرمانی سے بچے اور

ہمہ وقت اللہ کو یاد رکھے اور اس سے غافل نہ ہو اور اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا رہے ناشکری نہ کرے، یہ رہا تقویٰ کا معنی اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ روزہ تقویٰ کے حصول کا ذریعہ ہے تو تقویٰ کی اہمیت وفضیلت کیا ہے؟ یا متقی بن جانے کے بعد کچھ مزید انعام واکرام سے نوازا جائے گا تو اس تعلق سے اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْمُتَّقِينَ﴾ [مائدہ:۲۷]

''یعنی اللہ تعالیٰ تقویٰ والوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے''۔

اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ زیادہ عمل کرنے کے بجائے اس بات کا زیادہ اہتمام کیا کرو کہ تمہارے کئے ہوئے اعمال اللہ کے یہاں مقبول ہوجائیں۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ﴾ [حجرات:۱۳]

''یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو''۔

اب چند احادیث ملاحظہ فرمائیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مومن کی زندگی میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی کیا اہمیت ہے آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''اتَّقِ اللَّهِ حَيْثُ مَا كُنْتَ، وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا'' (بخاری ومسلم)

''تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈر اور برائی کے پیچھے نیکی کر وہ برائی کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آ''۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا:

''اوصيک بتقوى الله في سر أمرک وعلانيته''

''میں تجھ کو خفیہ طور پر اور اعلانیہ طور پر ہر حال میں اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں''۔ (مسند احمد)

اور رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرائے گا؟ اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تقویٰ اور حسن اخلاق'' (ترمذی: ۶۱۶) تقویٰ وہ صفت خاص ہے کہ اس کے حصول کے لئے نبی اکرم ﷺ دعائیں مانگتے تھے:

''اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى'' (مسلم)

''اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں''۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

روزہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان نفسانی خواہشوں اور عادتوں کے شکنجے سے آزاد ہوسکے، اس کی شہوانی قوتوں میں اعتدال پیدا ہو اور اس ذریعہ سے وہ سعادت ابدی کے گوہر مقصود تک رسائی حاصل کرسکے اور دائمی زندگی کے حصول کے لئے اپنے نفس کو پاک کرسکے، بھوک اور پیاس سے اس کی ہوس کی تیزی اور شہوت کی حدت میں تخفیف ہو اور یہ بات یاد آئے کہ کتنے مسکین ہیں جو نان شبینہ کے محتاج ہیں، وہ شیطان کے راستوں کو اس پر تنگ کردے اور اعضاء وجوارح کو ان چیزوں کی طرف مائل ہونے سے روک دے جن میں اس کی دنیا وآخرت دونوں کا نقصان ہے، اس لحاظ سے یہ اہل تقویٰ کی لگام، مجاہدین کی ڈھال

اورنیک ومقرب لوگوں کی ریاضت ہے۔(زادالمعاد:۱/۲۷)

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

روزے کے حکم سے مقصود یہ نہیں ہے کہ انسان فاقہ کرے اور اپنے جسم کو تکلیف ومشقت میں ڈالے بلکہ اس سے اصل مقصد نفس انسانی کی اصلاح وتہذیب ہے تاکہ روزے دار کے اندر تقویٰ کی قوت پیدا ہو اور نفسانی خواہشات پر قابو پانے کا سبق سیکھے۔(ترجمان القرآن:۲/۱۳۹)

لیکن یہ اس وقت ممکن ہے جب روزہ کو اس کے آداب وشروط کے ساتھ رکھا جائے کیونکہ روزہ اور اس کے آداب وشروط ''جسم اور روح'' کی طرح ہیں جس طرح جسم سے روح نکل جانے کے بعد جسم تو رہتا ہے مگر جسم بے اثر، اس کا کوئی رول اور کردار نہیں ہوتا وہ نہ اپنا تحفظ کرسکتا ہے اور نہ غیر کا، اس میں مدافعت کی کوئی صلاحیت نہیں ہوتی کیونکہ جسم اور اس کے تمام اعضاء تو ہیں مگر روح نہیں ہے، بالکل ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص روزہ تو رکھتا ہے مگر اس کے آداب وشروط کو ملحوظ نہیں رکھتا تو ایسا روزہ بھی کوئی اثر پیدا نہیں کرسکتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص جس طرح رمضان سے پہلے رہتا ہے ویسا ہی ایک مہینے کی طویل ریاضت کے بعد بھی۔

جیسا کہ حدیث میں ہے:

''مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ''(بخاری:۱۸۶۵)

''جو شخص جھوٹ بولنا اور جھوٹی باتوں پر عمل کرنا ترک نہ کرے (جن کو وہ رمضان کی آمد سے قبل کرتا تھا) تو اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔

بلکہ دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رب صائم حظه من صيامه الجوع والعطش''(احمد وصححہ الالبانی فی صحیح الترغیب)

''کتنے روزے دار ایسے ہیں جن کے نصیب میں سوائے بھوک اور پیاس کے اور کچھ نہیں آتا''۔

اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اذا صمت فليصم سمعک وبصرک ولسانک عن الكذب والمحارم ودع أذى الجار وليكن عليک وقار و سكينة ولا تجعل يوم فطرک سواء''(مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۲۷۱)

''جب آپ روزہ رکھیں تو اپنے کان اور اپنی آنکھ اور اپنی زبان کو جھوٹ اور محارم سے بچائیں پڑوسی کو تکلیف دینے سے بچائیں، بحالت روزہ سکون ووقار کو لازم پکڑیں روزہ رکھنے والے دنوں اور روزہ نہ رکھنے والے دنوں کو برابر نہ کرو''۔

یہ ہے روزہ اور اس کے اغراض ومقاصد جو نقلی دلائل وبراہین اور علماء کے اقوال کی روشنی میں پیش کئے گئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو روزہ کے مذکورہ اسرار ورموز کو سمجھنے کی توفیق ارزانی بخشے اور تادم زیست روزہ کے التزام اور اہتمام کی سعادت سے بہرہ ور کرے۔(آمین یارب العالمین)

حلقۂ حدیث

روزہ میرے لئے ہے

شیخ عبدالجبار انعام اللہ سلفی (استاذ جامعہ رحمانیہ کاندیولی، ممبئی)

عن أبی هريرة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ وَإِنْ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا" (صحیح بخاری ح:1894، صحیح مسلم ح:1151)

ترجمہ: حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے اس لئے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دومرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں کئی باتیں ذکر کی گئی ہیں:

1- پہلی بات یہ ذکر کی گئی ہے کہ روزہ فواحش ومنکرات سے بچنے کا بہترین ذریعہ وڈھال ہے، نیز جہنم کے عذاب سے نجات دینے والا بھی ہے۔

2- دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ روزہ دار کو چاہیے کہ وہ بحالت روزہ اپنی زبان اور دیگر اعضاء وجوارح پر مکمل قابو رکھے اور کوئی ایسا عمل نہ کرے جو روزہ کی روح کے منافی ہو نیز کسی نادانی کا جواب نادانی سے نہ دے۔

3- تیسری بات یہ بیان کی گئی ہے کہ بلا طلب اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قسم کھائی جاسکتی ہے۔

4- چوتھی بات یہ ذکر کی گئی ہے کہ عبادت کے نتیجہ میں بندہ کے جسم میں پیدا ہونے والی ناخوشگوار تبدیلیاں بھی اللہ کو محبوب ہیں۔

5- پانچویں بات یہ ذکر کی گئی ہے کہ اصل روزہ کھانے پینے اور جنسی خواہشات سے بچنے کا نام ہے۔

6- چھٹی بات یہ ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کہتا ہے کہ" روزہ

میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا" حدیث کے اس ٹکڑے کا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے دس مفہوم ذکر کیا ہے جن میں سے پہلے دو مفہوم کو اقرب الی الصواب قرار دیا ہے۔

پہلا مفہوم یہ ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق ظاہر سے نہیں بلکہ دل سے ہے۔ ہم کسی کو دیکھ کر یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ وہ روزہ ہے یا نہیں اسی لئے دیگر عبادتوں کے مقابلے میں اس میں اخلاص سب سے زیادہ پایا جاتا ہے اور ریاکاری کا امکان نہ کے برابر ہوتا ہے کیوں کہ روزہ دار محض اللہ کی رضا کے لئے خلوت میں بھی اپنے روزہ کی حفاظت کرتا ہے۔

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ الصیام لی" کا تعلق "و أنا أجزی به" سے ہے مطلب یہ ہے کہ بندہ کے روزوں کا اجر وثواب میرے ذمہ ہے۔ سبحان اللہ! جب رب کریم اپنے روزہ دار بندوں کے اجر وثواب کا ذمہ خود لے لے تو اس سے بڑی بشارت کی بات اور کیا ہوگی اور اس اجر وثواب کا اندازہ کیوں کر لگایا جا سکتا ہے۔ روزہ سراپا صبر ہے اور صبر کا ثواب بے حساب ہے۔ مزید یہ کہ نیک اعمال کا ثواب اللہ دس گنا سے سات سو گنا تک دیتا ہے، روزہ کو اس سے مستثنی کر دیا کہ اس کا ثواب قیامت کے دن دوسری تمام عبادتوں سے زیادہ بڑھا کر دیا جائے گا۔ (فتح الباری شرح بخاری 133/4، دار الحدیث القاہرہ)

7-حدیث کے آخر میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نیکی کا بدلہ دس گنا ہے، صحیح بخاری میں یہ روایت اسی طرح مختصر آئی ہے لیکن موطا امام مالک میں مکمل روایت ہے جو امام بخاری کے استاد قعنبی کی سند سے مستخرج ابونعیم میں ہے اس کا معنی ہے کہ ابن آدم کی ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے سوائے روزہ کے، پس وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ (فتح الباری: 136/4 دار الحدیث القاہرہ)

حدیث کا یہ ٹکڑا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے پہلے والے ٹکڑے سے مراد روزہ کے ثواب میں اضافہ ہے اور یہ اضافہ دوسری تمام نیکیوں کے مقابلہ سب سے زیادہ ہوگا، آغاز دس گنا سے ہوگا جو سات سو گنا تک پہنچے گا اور رب کریم اپنے فضل سے جس کے لئے چاہے گا اس میں اور اضافہ فرمادے گا اور یہ اضافہ روزہ دار کے روزہ کی حالت اور کیفیت کے اعتبار سے ہوگا، جس کا روزہ جس قدر اخلاص والا، مشقت والا اور تقوی والا ہوگا، جس نے روزہ کے اوقات کو جس قدر نیکی کے کاموں میں صرف کیا ہوگا، ان شاء اللہ وہ اسی قدر اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ (ملخص از: روزہ کے فضائل واحکام ص: 56 تا 58، عبد المتین مدنی)

اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کی اہمیت کو سمجھنے اور اسے اپنا کر زیادہ سے زیادہ ثواب کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اداریہ

عظمتِ قرآن اور ماہِ صیام

مدیر

قرآن حکیم ایک لازوال اور ابدی کتاب ہدایت ہے، یہ پوری بنی نوع انسانیت کے لیے اللہ کی طرف سے نازل کردہ ایک سچی رہبری و رہنمائی کی جامع کتاب اور دستور حیات ہے، اس میں دین وایمان، عقیدہ و منہج، عبادات ومعاملات کے ساتھ بندوں کے لیے دنیا وآخرت کی فلاح و بہبود کے متعلق تمام تر احکامات وارشادات موجود ہیں، یہ کتاب کسی زمانے، کسی جگہ، کسی گاؤں، کسی شہر، کسی ملک اور کسی قوم وقبیلے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام انس وجن کو وہ پیغام دیتا ہے جس میں ان کے لئے دین ودنیا کی سعادتیں، کامیابیاں اور کامرانیاں چھپی ہوئی ہے۔

یہ ایسی بابرکت اور باوقعت کتاب ہے کہ جو بھی اس سے جڑ گیا اس نے شرف وعزت پائی، جس ذات اقدس پر اس قرآن کا نزول ہوا رب العالمین نے اسے سیدالانبیاء والمرسلین اور سیدالاولین والآخرین بنا دیا، جس فرشتے نے پیغام رسانی کا کام انجام دیا اسے فرشتوں کا سردار اور روح الآمین بنا دیا، جس مہینے میں یہ قرآن نازل ہوا اس ماہ کو عظیم ماہ قرار دیتے ہوئے اسے نزول قرآن کا مہینہ قرار دیا گیا اور اس میں روزوں کو فرض کر دیا گیا، جس رات اس قرآن کا نزول ہوا اس رات کو ہزار مہینوں کی راتوں سے افضل ٹھہرایا گیا، جس امت کو یہ قرآن عطا کیا گیا اس امت کو **کنتم خیر امۃ** کا خطاب ملا اور یہی وہ قرآن ہے جس کے پڑھنے اور پڑھانے والے، سیکھنے اور سکھانے والے اس کائنات کے سب سے افضل اور سب سے بہتر انسان قرار دیئے گئے ہیں، یہی وہ قرآن ہے جس نے بھی اس سے اپنا رشتہ جوڑا وہ اس دنیا میں بھی سرخرو ہوا اور آخرت میں بھی، یہی وہ قرآن ہے جس کی ہر آیت اور ہر لفظ میں شفاء ہے، یہی وہ قرآن ہے جس کی تلاوت کو سننے کے لئے فرشتے بھی جمگھٹا لگا دیتے ہیں، یہی وہ قرآن ہے جس جگہ بھی تلاوت کی جائے وہاں پر رب کی رحمتوں، سکینتوں اور برکتوں کی شروعات ہوجاتی ہے، یہی وہ قرآن ہے جس کی تلاوت کرنے والوں کا ذکر آسمانوں میں کیا جاتا ہے، یہی وہ قرآن ہے جس کے بارے میں رب نے یہ وعدہ دیا ہے:

﴿فَمَنِ ٱتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقَىٰ﴾

''کہ جو شخص بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ تو گمراہ ہوگا اور نہ ہی بدبختی کے اندر مبتلا ہوگا''۔[طہ:۱۲۳]

یہی وہ قرآن ہے جس کی عظمت کے بارے میں نبی کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوٹوک الفاظ میں بیان فرمادیا کہ:

"أَبْشِرُوا فَإِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللَّهِ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ فَتَمَسَّكُوا بِهِ فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوا وَلَنْ تَهْلِكُوا بَعْدَهُ أَبداً".

"خوش ہوجاؤ بے شک کہ قرآن مجید اللہ ایک ایسی رسی ہے جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے، تم اسے مضبوطی سے پکڑ لو (اور اگر تم نے اس قرآن کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو) نہ تم کبھی ہلاک و برباد ہوسکتے ہو اور نہ ہی کبھی گمراہ ہوسکتے ہو"۔(الصحیحۃ للالبانی رحمہ اللہ:713)

یہی وجہ ہے کہ جب اس قرآن سے عرب قوم نے اپنا رشتہ جوڑا تو اس نے انہیں غلام سے بادشاہ بنادیا اور آج جب ہم نے اسے پس پشت ڈال دیا تو ہمیں ہر جگہ ذلت و ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

بنی نوع انسان کی داستانیں قصۂ پارینہ بن سکتی ہیں، تمام درختوں کے اوراق بوسیدہ ہوسکتے ہیں، شاخوں کے قلم ریزہ ریزہ ہوسکتے ہیں اور ہفت اقلیم کے سمندر کی روشنائی ختم ہوسکتی ہے؛ مگر کلامِ الٰہی کا روشن چہرہ ہمیشہ تر و تازہ اور نشیط رہے گا، اس کے شباب پر کبھی پژمردگی اور کہولت نہیں آسکتی؛ اس لیے کہ وہ عجائب و نوادر کا لازوال سرچشمہ اور معانی و معارف کا بحرِ ناپیدا کنار ہے۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ: "اگر بندہ کو قرآن مجید کے ہر حرف کے بدلے ہزار فہم و دانش دے دی جائے، تب بھی اُن معانی کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی ایک آیت میں ودیعت کی ہے اس لیے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کلام اس کی ذاتی صفت ہے، پس جس طرح ذاتِ خداوندی کی کوئی حد و نہایت نہیں، اسی طرح معانیِ کلام کی بھی کوئی غایت نہیں ہے، انسان بس اتنا ہی سمجھتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے اس پر منکشف فرمایا ہے۔(البرھان للزرکشی)

یہ کتاب انسانوں کی رفعت و بلندی کا سرچشمہ، اہل ایمان کے ذہنوں کی تازگی، آنکھوں کا نور اور ان کے دلوں کا سرور ہے، اس کا پڑھنے والا کبھی مایوس نہیں ہوسکتا، اس پر عمل کرنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا، اس کی رہبری اور رہنمائی میں جینے والا کبھی بھٹک نہیں سکتا، رب العالمین نے اسے: ﴿إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ أَقْوَمُ﴾ کا خطاب فرمایا ہے اور سچ ہے نزول قرآن کے حقیقی مشاہدین حضرات صحابہ کرام اور اس کے کاتبین اولین کے اس مقدس گروہ مومنین نے جب اسے حرز جاں بنالیا تو قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں ان کے قدموں میں سرنگوں ہوگئیں اور انہیں اسکی برکتوں اور رحمتوں سے اسی کائنات میں جنت نعیم کی بشارت ملی، بعض صحابہ کرام نے سورہ کہف اور بعض نے قرآن مجید کی دوسری مقدس سورتوں کی جب جب تلاوت فرمائی تو عین تلاوت کے وقت رب کریم کی جانب سے رحمتوں اور برکتوں کی بدلیاں ان کے سروں پر اترنے لگیں اور اس کی حلاوت اور مٹھاس سکینت اور طمانینت بن کر ان کے سروں

پر نازل ہونے لگی، الغرض یہ کتاب ہدایت لافانی اور لازوال ہے، اس کی جامعیت، فصاحت و بلاغت، الفاظ ومعانی کی گہرائی ووسعت اس قدر بے پایاں ہے کہ دنیا کے فصحاء وبلغاء اور اہل زبان ولسان اوران کی فصاحتیں اور بیان وزبان کی قوتیں ایک طرف اور دوسری طرف اس مقدس قرآن کی آیات مبارکات بلکہ اسکی چھوٹی چھوٹی سورتیں۔ کوئی مقارنہ نہیں، کوئی برابری نہیں، بلکہ رتی برابر قرآن کے مقابلے میں ان کا کوئی وزن اور ان کی کوئی حیثیت نہیں اور ان کی فصاحت بیانیوں میں کوئی دم خم نہیں۔ اور یہ قرآن عزیز کا معجزہ بھی ہے اور چیلنج بھی، پوری دنیا عاجز ہوگئی اس کی قوت بیان اور فصاحت الفاظ اور اسلوب و ادا کی معنی خیز جامعیت کے سامنے اور بڑے بڑوں نے گھٹنے ٹیک دیئے اسکے چیلنج کے آگے۔ سچ فرمایا رب العالمین نے:

﴿قُل لَّئِنِ ٱجْتَمَعَتِ ٱلْإِنسُ وَٱلْجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأْتُوا۟ بِمِثْلِ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِۦ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ [الاسراء:۸۸]

اس پر ایمان لانا، اس کی تلاوت کرنا، غور و تدبر سے اسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہماری زندگیوں کا خاصہ ہونا چاہیے اور قرآن کے ان حقوق اور تقاضوں کو ہمیں پورا کرنا چاہیے، خاص طور پر اس کی تلاوت عین عبادت ہے اسے اپنی زندگی کا جزء لاینفک اور سرمایہ حیات بنالینا چاہیے اور سال کے بارہ مہینے اس کی تلاوت عبادت سمجھ کر انجام دینا چاہیے اور رمضان المبارک کے اس مقدس اور بابرکت مہینے میں اس کے بار بار پڑھنے اور ختم کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے جو ہمارے اسلاف کرام کی زندگیوں کا ہر رمضان میں شیوہ اور معمول تھا۔ بعض محدثین کرام سے تو یہاں تک منقول ہے کہ وہ اپنی مجالس حدیث کو روک کر اس ماہ مقدس میں دیگر عبادتوں کے ساتھ خاص طور پر صرف تلاوت میں منہمک ہوجایا کرتے تھے اور ہمہ وقت انہیں یہ فکر دامن گیر رہا کرتی تھی کہ بار بار اس ماہ مبارک اور نزول قران کی بابرکت ساعتوں میں اسے ختم کیا جائے اور اس کی لازوال اور ابدی برکتوں کو دامن گیر کر کے بار بار رحمت الٰہی کا مستحق بنا جائے، اس لیے اہل ایمان کو چاہیے کہ اس ماہ مقدس میں دیگر عبادتوں کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی مہتم بالشان عبادت میں اپنے قیمتی اوقات کو گزارنے کی سعی پیہم فرمائیں تاکہ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیوں کے مستحق بن کر رب کی رضا اور اس کی جنتوں اور اس کی بیش بہا نعمتوں سے سرفراز ہوسکیں۔

آیئے عہد کریں کہ ہر رمضان اور ہر ماہ قرآن مقدس کی تلاوت کو اپنی زندگیوں کا ایک خاصہ اور لازمی حصہ بنائیں گے اور اس کی روشن شاہراہ اور اس کے واضح احکامات پر عمل پیرا ہو کر رب کی جنتوں کے مستحق بنیں گے۔ اللہ تعالی رمضان المبارک کی ہماری نیکیوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہر طرح کے گناہوں سے توبہ کی توفیق ارزانی فرما کر ہمیں اپنے دامن رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ

عقیدہ ومنہج

اختلاف امت کی تاریخ اور سلفیت کا کردار

ڈاکٹر اجمل منظور مدنی (وکیل جامعۃ التوحید، بھیونڈی، ممبئی)

● یہ تاریخی صداقت ہیکہ جب دنیا تاریک ہوگئی اور نور وحی سے لوگ دور ہوگئے اور فرقوں اور گروہوں میں بٹ کر جدا جدا ہوگئے، انکا کوئی حساب وکتاب نہیں اور اللہ کے سوا انکا کوئی شمار کرنے والا نہیں، چنانچہ انہوں نے نور نبوت کو بھی کھو دیا اور مجرد انسانی عقلوں کی طرف واپس آگئے، اور انکی حالت وہی ہوگئی جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے:

"وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ، فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ".

ایسے تاریک ماحول میں رسالت کا آفتاب منور ہوا جس نے اپنی ضیاء بار کرنوں سے لوگوں کی عقلوں اور انکے قلوب واذہان کو منور کردیا، جیسا کہ اللہ نے نقشہ کھینچا ہے:

﴿الٓرۚ كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِ رَبِّهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَمِيدِ﴾ [ابراہیم:۱]

اس طرح اسی نور وحی کے سائے میں پہلی پیڑھی گزر گئی جسے خواہشات نفس اور انسانی آراء وافکار کی ظلمتوں نے تاریک نہیں کیا، اسی لئے انہوں نے بعد والوں کو بھی اسی نور وحی کے سائے میں جینے کی وصیت کردی اور یہ واضح کردیا کہ اس منہج اور راستے سے کبھی بھی نہیں ہٹنا۔

لیکن جب انکے آخری دور میں اہل بدعت، خوارج، قدریہ اور مرجئہ پیدا ہونے لگے تو یہ بھی اس نور سے دور ہونے لگے جس کے سائے میں اس امت کی پہلی پیڑھی جی رہی تھی، لیکن یہ کلی طور پر جدا نہیں ہوئے، نصوص شرعیہ کی تعظیم کرتے تھے، ان سے استدلال بھی کرتے تھے، اپنی عقلوں پر انہیں مقدم بھی کرتے تھے، انہوں نے ابھی تک یہ دعوی نہیں کیا تھا کہ انکی عقلیں ان شرعی نصوص پر مقدم ہیں، ہاں وہ نصوص کے ساتھ سوء ظن کا شکار ہو چکے تھے، چنانچہ صحابہ اور تابعین جو اس وقت موجود تھے انھوں نے ان پر رد کیا اور ان سے اپنی براءت کا اظہار کیا، اور لوگوں کو ان سے سختی کے ساتھ آگاہ کیا، وہ نہ ان سے سلام کرنے کو جائز سمجھتے اور نہ ہی ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو روا جانتے، کتب احادیث میں ان کے تعلق سے سلف کے اقوال معروف ہیں۔

چنانچہ جب تابعین کے آخری دور میں جہمیہ کی کثرت ہوئی تو انہوں نے سب سے پہلے اپنی رائے اور عقل سے وحی کا معارضہ کیا، لیکن انکی تعداد بہت کم رہی ہے، ائمہ امت کے نزدیک یہ ہمیشہ مذموم اور مبغوض رہے ہیں، انکا پہلا سردار جعد بن درہم ہے،

یہ مروان بن محمد کا معلم اور شیخ تھا اسی لئے اسے مروان جعدی کہتے ہیں، اسی کے دور خلافت میں اللہ نے بنی امیہ کی بادشاہت اور اقتدار کو چھین لیا۔ اور انہیں منتشر کر کے بری طرح توڑ کر رکھ دیا، کہتے ہیں کہ یہ منکرین تقدیر اور منکرین صفات کے شیخ کی برکت کا نتیجہ تھا!

چنانچہ جب اسکا معاملہ لوگوں میں مشہور ہوگیا تو عراق کے امیر خالد بن عبد اللہ قسری نے اسے گرفتار کرلیا اور عید الاضحیٰ کے دن خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ لوگو! جاؤ قربانی کرو، اللہ تمہاری قربانیوں کو قبول فرمائے میں بھی جعد بن درہم کو قربان کرنے جا رہا ہوں، کیونکہ اسکا اعتقاد ہیکہ اللہ نے موسی علیہ السلام سے کلام نہیں کیا ہے اور نہ ہی ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے، اللہ تعالی جعد کے بکواس سے بلند و بالا ہے۔ پھر وہ منبر سے اترا اور وہیں پر اسے ذبح کر دیا۔

اس وقت یہ بدعت ختم ہوگئی، اور سب کا عقیدہ متحد ہوگیا کہ اللہ تعالی آسمان کے اوپر عرش پر مستوی ہے، مخلوق سے جدا ہے، وہ صفات کمال سے متصف ہے، اپنے بندے اور رسول موسی علیہ السلام سے کلام کیا ہے اور ان کے لئے پہاڑ پر تجلی بھی فرمائی تھی لیکن پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔

یہاں تک کہ تیسری صدی آئی اور مامون رشید کے دور خلافت میں فلسفہ اور منطق کا عام رواج ہوگیا، علوم معقولات کے لوگ دلدادہ ہوگئے، یونانی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا، لوگ انہیں علوم میں مشغول ہوگئے، اس وقت اسکے دربار حکومت میں جہمیہ کا غلبہ ہوگیا، جب کہ اسکے باپ رشید نے انہیں دور کر دیا تھا بلکہ بہتوں کو جیل میں ڈال دیا تھا اور قتل کروا دیا تھا، لیکن مامون پر یہ غالب آ گئے اور اپنے عقائد فاسدہ کی طرف دعوت دینا شروع کر دیا، اور لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کر دیا، اور انہیں سزا دینا شروع کر دیا، اسکے مختصر دور خلافت کے بعد معتصم آیا، جس نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو قید و بند کی سزا دی تھی، اس نے بھی اسی باطل عقیدے کا پرچار کیا، جہمیہ نے اسے سمجھا دیا کہ وہ اس عقیدے سے اللہ کی تنزیہ اور پاکی مراد لیتے ہیں، اور تشبیہ و تمثیل اور تجسیم سے اسے پاک کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ یہ اسکے دربار میں بھی غالب رہے، قاضی اور گورنر سب انہیں میں سے مقرر ہوتے تھے، لیکن پھر بھی وہ نصوص کو ملغی نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی اپنی عقلوں کو ان پر مقدم کرتے تھے، کیونکہ اسوقت اسلامی عقائد ہی کا غلبہ تھا، احادیث ہی کا بازار گرم تھا، اہل السنۃ والجماعہ ہی کی کثرت تھی، اسی لئے وہ ترغیب وترہیب دونوں پہلوؤں کا استعمال کرتے تھے، کچھ مجبور ہوکر انکے باطل عقائد کو مان لیتے لیکن ان کا دل ایمان پر مطمئن ہوتا تھا۔

ساتھ ہی اللہ نے کچھ ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیا جو پہاڑ اور چٹان کی طرح نصرت دین کی خاطر کھڑے ہوگئے اور اللہ نے انہیں بعد والوں کیلئے امام بنا دیا، انہوں نے جہمیہ کی سختیوں اور تکلیفوں کو برداشت کیا مگر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کیا جبکہ انہیں ترغیب وترہیب سمیت تمام ہتھکنڈوں سے آزمایا گیا۔

اللہ نے اپنی رحمت سے اس فتنے کو بھی ختم کر دیا، اور سنت کو کامیاب کیا، یہاں تک کہ اہل السنۃ والجماعہ کو فتح مبین حاصل ہوگئی، دوبارہ ہر جگہ یہی چھا گئے، اور اس وقت انہوں نے اتنی کتابیں لکھ دیں جن کا کوئی شمار نہیں۔

پھر وہ دور گزر گیا لیکن اسکے بعد پہلے کے مقابلے کہیں زیادہ

برا دور آیا، ایسا شیطانی گروہ پیدا ہو گیا جس نے اپنی عقل ورائے سے رسولوں کے منہج کی مخالفت کرنا شروع کر دی یہ قرامطہ باطنیہ اور ملاحدہ کا گروہ ہے، انہوں نے مجرد عقل ورائے کی طرف دعوت دی اور کہا کہ رسولوں کی دعوت عقل کے مخالف ہے، انہوں نے زمین میں خوب فساد مچایا، حاجیوں تک کو قتل کیا، حجر اسود کو اکھاڑ دیا، اس طرح یہ امت کیلئے ایک بڑی مصیبت بن گئے۔

انکے زمانے میں کفار بہت سارے مسلم علاقوں پر غالب آ گئے، قریب تھا کہ اسلامی بنیاد ہی ٹوٹ جاتی مگر چونکہ اللہ نے حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی ہے اسلئے یہ قیامت تک باقی رہے گا۔

دھیرے دھیرے یہ فتنہ مشرق میں ختم ہو گیا اور مغرب میں دھیرے دھیرے بڑھنے لگا، یہاں تک کہ بہت سارے ممالک پر قابض ہو گئے یہاں تک کہ مصر پر بھی قابض ہو گئے، قاہرہ کی بنیاد ڈالی اور وہاں پر کھلے عام اپنے عقائد کا پرچار کرنے لگے، انہیں کے زمانے میں رسائل اخوان الصفا، الاشارات، الشفا اور ابن سینا کی کتابیں شائع کی گئیں، ابن سینا نے کہا کہ میرے والد دعوت حاکمیہ کے علم برداروں میں سے تھے۔

انکے زمانے میں سنت اور کتب سنہ کو کلی طور پر ترک کر دیا گیا تھا، ہاں کچھ لوگ چھپ چھپ کر پڑھتے تھے مگر ایسے لوگوں کی سخت نگرانی کی جاتی تھی، اس دعوت کا شعار بھی وحی پر عقل کو مقدم کرنا تھا، یہ بلاد مغرب، مصر، شام اور حجاز تک پر قابض ہو چکے تھے، ایک سال تک عراق پر بھی قابض تھے، اس وقت اہل سنت کی حالت اہل ذمہ جیسی تھی، بلکہ حقیقی اہل ذمہ کی عزت زیادہ ہوتی تھی، اس وقت بہت سارے علمائے اہل سنت کو قتل کیا گیا اور بہتوں کو جیل میں ڈال دیا گیا، انکا کام ہی تھا کہ سنتوں کو ختم کیا جائے اور نئی نئی بدعات اور گمراہیوں کو پیدا کیا جائے!

یہاں تک کہ اللہ تعالی نے نور الدین زنگی اور انکے بھیجتے صلاح الدین ایوبی جیسے مجاہدین کو پیدا کیا جنہوں نے مسلمانوں کو سہارا دیا اور انہیں داخلی اور خارجی تمام چیلنجوں سے بچایا، چنانچہ ایک طرف بیت المقدس کو صلیبیوں سے آزاد کروایا تو دوسری طرف باطنی روافض سے مصر کو پاک کیا۔

یہ روشنی ایک مدت تک باقی رہی لیکن دھیرے دھیرے ختم ہونے لگی اور اس پر منطق وفلسفہ کی تاریکیاں دوبارہ چھانے لگیں، اور ایسا تاریک دور آیا کہ لگتا تھا اسلام کا نام تک مٹ جائے گا۔ اس وقت منطق وفلسفہ کا امام نصیر الدین طوسی تھا، اس کے دور میں مدارس ومساجد کے اندر نجس قسم کے جادوگر، نجومی اور ملحد فلاسفہ وغیرہ رکھے جانے لگے، یہاں تک کہ انھوں نے نماز میں قبلہ کو قطب شمالی کی طرف پھیرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن اللہ نے اس مصیبت سے مسلمانوں کو محفوظ رکھا۔

اس وقت عقل اور وحی الہی کے درمیان خوب معارضہ کیا گیا یہاں تک کہ عقل کو وحی پر مقدم کر دیا گیا، محمد شہرستانی نے اسی تعلق سے کہا ہیکہ دنیا میں مصیبت اسی وقت آتی ہے جب رائے کا معارضہ نص سے کیا جاتا ہے اور شریعت پر خواہشات کو مقدم کر دیا جاتا ہے، اس وقت لوگ اسی مصیبت سے جوجھ رہے ہیں اور اسکے انجام بد سے پریشان ہیں۔

اسی دور میں عمیدی کی جست یعنی اختلاف، ابن عربی کی حقائق اور رازی کی تشکیکات کا ظہور ہوا، اور منطق وفلسفہ کو عروج حاصل ہوا، پوری حکومت اور سربراہان مملکت انہیں علوم فاسدہ کی سرپرستی کر رہے تھے۔

مگر اللہ نے اپنے دین کی حفاظت کیلئے انہیں میں سے ایک مخلص بندے کو کھڑا کیا جسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے جانا جاتا ہے جنہوں نے انکے خلاف اپنی پوری زندگی صرف کردی، انکی باطل کو ایکسپوز کیا، انکے تلبیسات کو بیان کیا، صریح عقل اور صحیح نقل کے درمیان مقارنہ کیا اور انکے باطل استدلال کی دھجیاں بکھیر دیں، اور انہیں بلبلاتا چھوڑ دیا۔

مقصود یہ ہیکہ کوئی بھی مصیبت جو اس امت پر آئی ہے اسکی بنیاد یہی عقل کو وحی سے معارضہ کرنا اور خواہشات نفس کو شریعت پر مقدم کرنا ہے۔ (الصواعق المرسلہ لابن القیم: ۳/ ۱۰۶۸)

میں کہتا ہوں کہ یہاں تک کہ بارہویں صدی آئی اور اللہ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو تیار کیا جنہوں نے لوگوں کو توحید خالص کی طرف دعوت دی، بطور خاص درج ذیل اصولوں میں:

۱۔توحید الوہیت؛ اس کی اہمیت کے پیش نظر شیخ نے اس موضوع پر کئی رسالے اور کتابیں تحریر فرمائی ہیں، آپ کے بعد آپ ہی کے بچوں اور پوتوں نیز شاگردوں نے بھی اس پر بہت ساری کتابیں لکھی ہیں، نیز شیخ کی کتابوں پر شرح بھی لکھی ہے۔

۲۔مشروع وسیلے کو تسلیم کرتے ہوئے بدعتی وسیلوں کو منع کیا۔

۳۔تینوں مساجد کے سوا کسی بھی جگہ نیکی کی نیت سے رخت سفر باندھنے سے منع کیا، اس میں وہ سفر داخل نہیں ہے جو طلب علم، تجارت اور کسی زندہ شخص کی زیارت کی غرض سے کی جاتی ہے۔

۴۔قبروں پر عمارت بنانے سے روکا، وہاں چادر چڑھانے اور چراغاں کرنے نیز دیگر شرک وبدعات کرنے سے روکا جیسا کہ اس تعلق سے صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔

۵۔اسماء وصفات پر ایمان لاکر اللہ کی تنزیہ وتقدیس بیان کی، جیسا کہ آیات واحادیث میں وارد ہوا ہے، انہیں تسلیم کیا اور بغیر تشبیہ وتمثیل اور تعطیل کے انہیں اسی طرح مانا جیسا کہ اللہ کی ذات کے لائق اور زیبا ہے۔

6۔عبادت، منہج اور دعوت میں نت نئی جدید بدعتوں پر نکیر اور رد کیا۔

۷۔مختلف علوم وفنون میں چھوٹی بڑی کتابیں اور رسالے لکھ کر لوگوں کو دینی علوم سے قریب کیا، تاکہ لوگ توحید کی حقیقت سے آشنا ہوں اور شرک جیسے بھیانک گناہ سے محفوظ رہیں، ساتھ ہی مخالفین کے شبہات کی بھی تردید کی۔

امام محمد بن سعود رحمہ اللہ کے ذریعے اللہ نے آپ کی مدد فرمائی چنانچہ انہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور شیخ کی ہر طرح سے مدد کرنے کا وعدہ کیا، اس طرح آپ نے اپنی دعوت اور اصلاحی کاز کا آغاز کیا اور حاکم وقت اپنی طاقت سے آپ کا ساتھ دیتا تھا، اس طرح حق ظاہر ہوگیا اور آپ کی دعوت پورے جزیرہ نما عرب میں پھیل گئی، اور سعودی حکومت جو اس جزیرے پر قائم ہے اسی دعوت کی برکت اور نتیجہ ہے، جسے اللہ نے مضبوط کیا ہے، چنانچہ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتی ہے اور شریعت کی تنفیذ کرتی ہے، جبکہ اسکے سوا دور حاضر میں کوئی ایسی حکومت نہیں ہے جو اس طرح کتاب وسنت کے منہج پر قائم ہو۔

اس دعوت سے عالم عرب اور برصغیر پاک و ہند سے لیکر افریقہ تک مسلمانوں نے استفادہ کیا، اگر یہ دعوت اور تحریک نہ اٹھی ہوتی تو بہت سارے مسلمانوں کے اندر سے توحید کے مظاہر ختم ہوجاتے۔

تعلیم وآگہی

رمضان کا موسم کہیں خوشی کہیں غم

شیخ رشید سمیع سلفی (جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

رمضان انسانی زندگی میں ایک خوشگوار انقلاب کا نقطۂ آغاز ہے، یہ خیر وتقوی کا ایک تربیتی دور ہے، زندگی اگر ماہ مقدس کی غیر معمولی برکات سے ہم آہنگ ہوجائے تو فکر وعمل کے در وبام پر ایمان وخشیت کا اجالا پھیل جائے، سب سے زیادہ رمضان جس کیفیت کو نفوس میں اجاگر کرتا ہے وہ انسانی ہمدردی اور بہی خواہی ہے، غور کیجیے، وہ لوگ جو نعمتوں کی فراوانی میں جیتے ہیں، عشرت حیات کی بخشائشوں میں ڈوبے ہوتے ہیں وہ بھی بھوک پیاس کی شدتوں سے آشنا ہوجاتے ہیں، رمضانی مشقتوں ومشکلات میں ڈھل کر وہ بھی درد آشنا بن جاتے ہیں، پھر محرومی کیا ہوتی ہے؟ نارسائی کسے کہتے ہیں؟ فاقہ کیا ہوتا ہے؟ وہ بہت اچھی طرح جان جاتے ہیں۔ سچ کہا ہے:

اللہ کے احکام کی تعمیل ہے لوگو
یہ فاقہ کشی مقصد رمضان نہیں ہے

گویا رمضان درد، محتاجگی اور غم زمانہ کی حس پیدا کرتا ہے، غربت ومسکنت کے سایوں میں بسر ہونے والی زندگیوں کا قلق محسوس کراتا ہے، اثر پذیری کی صلاحیت جن میں ہوتی ہے وہ سماج کے زخموں کی ٹیسیں اپنے جگر پر محسوس کرتے ہیں، معاشرے کی پریشانیوں کی آنچ ان کے دل پر پڑتی ہے اور تڑپ اٹھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو غریب کے ننگے پیر کو دیکھ کر اپنے تلووں کو جلتا ہوا محسوس کرتے ہیں، مسکین کی صدا پر ان کا وجود درد سے ابل پڑتا ہے، دوا سے محروم بیمار کی کسمپرسی انھیں تڑپا دیتی ہے، نامراد ضرورتوں کی حسرتیں ان کی جان نکال لیتی ہیں۔ پھر وہ ایسی تمام حرماں نصیب زندگیوں کی مدد پر آمادہ ہوتا ہے جو سختیٔ حالات کے مارے ہوتے ہیں، وہ اپنی بساط بھر غرباء و مساکین کی غمگساری کرتا ہے اور ان کی اشک شوئی میں ذرا بھی پیچھے نہیں رہتا۔

برا برے کے علاوہ بھلا بھی ہوتا ہے
ہر آدمی میں کوئی دوسرا بھی ہوتا ہے

ایسے ہی کردار کا رمضان ہم سے مطالبہ کرتا ہے، جذبہ ہمدردی اور غمخواری کی جوت ہر روزہ دار میں بیدار کرنا چاہتا ہے۔

لیکن ذرا گھوم پھر کر دیکھیے تو غربت ومسکنت رمضان میں بھی نشان عبرت بنی ہوئی ہے، حسرتیں شکوہ کناں ہیں، محرومیاں سراپا احتجاج ہیں، پر تکلف افطار تو خواب وخیال کی بات ہے، کتنے نان شبینہ کو ترستے ہیں۔ وہ لوگ جو پورے سال اپنوں کے علاج و معالجہ میں ٹوٹ چکے ہوں وہ عید ورمضان کے تکلفات کا بار کہاں اٹھا سکتے ہیں، وہ جو قرضوں کے بوجھ تلے کراہ رہے ہوں وہ نئے لباس، نئے جوتے، مہندی، چوڑیاں، خوشبو، کھلونے اور مرغن کھانوں کا بوجھ کیسے سہار سکتے ہیں، وہ جو عام دنوں میں بھی

تنگدستی اور فاقوں سے گذرے ہوں، وہ لوازمات عید کا اہتمام کہاں کر سکتے ہیں؟ رمضان میں بھی یہ لوگ فاقوں سے گذرے ہوں گے، سحری وافطاری کے نام پر حلق میں اٹکنے والے کھانوں پر گذارہ کیسے ہوں گے، محتاجگی ونا داری نے ان کی ضرورتوں کا گلا گھونٹا ہوگا، رمضان کا پل پل ان کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں ہوگا۔ کیا بازاروں کی رونق دیکھ کران کا کلیجہ کٹ نہیں جاتا ہوگا؟ وقت افطار کی چکا چوند اور شاہانہ خریداریوں کے مناظر ان کے دل کو کچوکے نہیں لگاتے ہوں گے؟ کیا بے کسی اور بے بسی کے سل تلے ان کی روح پس نہیں رہی ہوگی۔

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہوں
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

کتنا درد ہوتا ہے جب رات کسی کو گھر سے باہر فٹ پاتھ پر بیٹھا ہوا دیکھ کر سوال کرلیا گیا کہ آپ اس وقت یہاں کیوں؟ کہا مجھے بھوک سے بلکتے میرے بچے دیکھے نہیں جاتے۔

غور کیجیے اور محسوس کیجیے کہ کس طرح محرومی کا خون رس رہا ہے جواب میں؟ ایک ایک لفظ آنسوؤں میں نہایا ہوا ہے، مصیبت کی ماری زندگیاں ہی اس کرب کو محسوس کر سکتی ہیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ انھیں خزانہ تو نہیں چاہیے، انھیں دولت کا ڈھیر تو نہیں چاہیے بلکہ اپنی پیاسی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے چند قطرے درکار ہوتے ہیں۔

ہم نہیں چاہتے دریا پے حکومت کرنا
ایک قطرہ ہی سہی پیاس بجھا دے کوئی

رمضان بھی کثیر اخراجات کا بوجھ لے کر آتا ہے، دنیا افطار کے نام پر اپنے دسترخوان کو لذائذ اور چٹخاروں سے ایسے آراستہ کردیتی ہے کہ دیکھنے والوں کا رمضانی پرہیز جاتا رہے۔ لیکن شام غریباں روٹی کے چند ٹکڑوں اور سادہ پانی سے روزے داروں کی تواضع کرتی ہے، غریب کے دسترخوان سے زیادہ خوش نصیب تو کچرے کا وہ ڈبہ ہے جو امیروں کے دسترخوان سے بچے ہوئے نعمتوں سے شاد کام ہو جاتا ہے۔

زندگی کے تماشے بھی خوب ہیں، کہیں تو چار چار پانچ پانچ جوڑے بھی عید کے لیے ناکافی ہوتے ہیں اور کہیں پورا بازار چھان مارنے کے بعد بھی غریب کا بجٹ مہنگائی کے سبب ایک ایک جوڑا بھی اپنے معصوموں کو نہیں دلا سکتا۔

امیری کا بدن سونے سے پیلا
غریبی کے لیے اترن نہیں ہے

خود ساختہ لوازمات نے انسان کو غیر ضروری بوجھ سے دوچار کیا ہے، اصحاب ثروت تو اپنے امیری کے چونچلوں کی تکمیل میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے، ایک دوسرے سے مقابلہ آرائی میں بھی بہت کچھ بے جا شوق پورا کیا جاتا ہے، تکلفات کی بھرمار ہوتی ہے، حرماں نصیب اور مفلوک الحال غریب کسی طرح عید کے دن اپنی عزت بچانے کی کوشش کرتا ہے، وہ جب یہ سنتا ہے کہ کچھ اصحاب خیر عید پیک بانٹ رہے ہیں تو دل کڑا کرکے پہنچتا تو ہے لیکن یہ کیا؟ دینے والا سامان کی بوری کے ساتھ تصویر بھی لے رہا ہے، مرتا کیا نہ کرتا، وہ سوچتا ہے کہ بچوں کو محرومی اور بے کسی کے کرب میں مبتلا کرنے سے بہتر ہے کہ میں سامان لے کر تصویر دے دوں، آخر کیا ہوگا؟

(بقیہ صفحہ نمبر: ۳۲ر پر)

احکام ومسائل

ماہِ رمضان-مختصر احکام ومسائل

شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی (داعی وباحث صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی)

ماہ رمضان بڑی رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔اس مہینہ کا صوم (روزہ) اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم ترین رکن ہے، جو تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔رمضان المبارک کا صوم تقویٰ و پرہیزگاری کا ضامن اور گنہگاروں کیلئے اس مہینہ کی رحمتوں اور برکتوں کے سائے میں رہ کر اپنے گناہوں کو دھلنے اور نیکیاں سمیٹنے کا موسم بہار ہے۔آیئے رمضان اور صیام رمضان کے احکام ومسائل ملاحظہ کریں۔

رمضان المبارک کے فضائل وخصائص:

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو دیگر مہینوں پر بے شمار خصائص وفضائل کے ذریعہ ممتاز بنایا ہے۔چند فضائل درج ذیل ہیں:

۱- ماہِ رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے۔(البقرۃ: ۱۸۵)

۲- رمضان میں ایک ایسی قدر والی رات ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔(القدر: ۳)

۳- اس ماہ میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔(متفق علیہ)

۴- جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔(متفق علیہ)

۵- ہر رات اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔(صحیح سنن ابن ماجہ للالبانی، ۱/۱۳۳۱)

۶- نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے''۔(متفق علیہ)

۷- صائم کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔(متفق علیہ)

صوم کا لغوی وشرعی مفہوم:

صوم کے لغوی معنی: رک جانے یا روک لینے کے ہیں، اور **شریعت کی اصطلاح میں** ''مکلف کا عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور مباشرت کرنے وغیرہ سے رک جانا'' صوم کہلاتا ہے۔(فتح الباری: ۴/۱۲۳)

صوم کی فرضیت:

صوم کی فرضیت شعبان ۲ھ میں ہوئی، اس کی فرضیت کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے، سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ﴾ [البقرۃ: ۱۸۳] ''اے ایمان والو! تم پر صوم فرض کیا گیا ہے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی ہو جاؤ''۔

صحیح بخاری میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہنے گا: "...أخبر ني بما ذا فرض الله علي من الصيام"، "مجھے بتایئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے صوم فرض کئے ہیں"، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "شهر رمضان إلا أن تطوع"، "ماہِ رمضان کے، الا یہ کہ تم نفلی صوم رکھو"۔ (بخاری)

نیز صوم کی فرضیت پر سلف امت کا اجماع ہے، اس کا منکر مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔

صوم کی اہمیت وفضیلت:

صوم کی اہمیت وفضیلت پر بے شمار احادیث دلالت کرتی ہیں، مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

[۱] اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "من صام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه" "جس نے ماہ رمضان المبارک کے صیام ایمان کے ساتھ اور اجروثواب کی نیت سے رکھے اسکے گذشتہ تمام گناہ معاف کردیئے گئے"۔ (متفق علیہ)

[۲] حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "كل عمل ابن آدم له إلا الصوم فإنه لي وأنا أجزي به ،والصيام جنة" "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے صوم کے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اور صوم (گناہوں اور جہنم کی آگ سے بچاؤ کیلئے) ڈھال ہے"۔ (متفق علیہ)

[۳] صوم قیامت کے روز صائم کی سفارش کرے گا۔ (صحیح الترغیب والترہیب، للالبانی، ۱/۹۷۳)

[۴] صائمین کیلئے قیامت کے روز جنت میں داخلہ کیلئے ایک خاص دروازہ ہوگا جسکا نام "ریان" ہے۔ (متفق علیہ)

[۵] رمضان المبارک پالینے کے باوجود بخشش نہ کراپانے والا ہلاک وبرباد ہے۔ (صحیح الترغیب والترہیب للالبانی، ۱/۱۸۵)

مذکورہ بالا چند احادیث سے صوم کی اہمیت اور فضیلت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

رمضان المبارک کے خصوصی اعمال وعبادات:

ذیل میں رمضان المبارک میں کئے جانے والے ان خصوصی اعمال وعبادات کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس ماہ مبارک میں مشروع ہیں، اور ان میں سے بعض کا تاکیدی حکم ہے، ہمیں چاہیئے کہ ہم ان عبادات کی انجام دہی کرتے ہوئے اپنے گناہوں کو دھلنے، اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں جمع کرنے کی کوشش کریں۔

۱-صوم:

اس ماہ مبارک کی سب سے اہم اور عظیم عبادت صوم ہے، جو تمام مسلمانوں پر فرض ہے، اور اس کا اجروثواب بے حساب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے، نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، اللہ عز وجل فرماتا ہے سوائے صوم کے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اپنی خواہشات اور کھانا پینا میری خاطر ترک کرتا ہے، صائم کیلئے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا، اور صائم کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے پاکیزہ تر ہے"۔ (متفق علیہ)

تاہم یہ اجروثواب صرف بھوکا پیاسا رہنے سے حاصل نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کیلئے کھانے پینے کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی غلط کاریوں مثلاً، گالی گلوچ، غیبت وچغلخوری، جھوٹ اور اس طرح کی دیگر لغویات سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے، تاکہ صوم کی اصل روح 'تقویٰ' مفقود نہ ہونے پائے، جس پر اجر عظیم کا حصول

موقوف ہے،اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص جھوٹ بولنا، اس پر عمل کرنا اور جہالت نہ ترک کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں''۔(بخاری)

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''صوم ڈھال ہے، جب کسی کے صوم کا دن ہو تو فحش کلامی، بیہودہ گوئی اور جہالت کی باتیں نہ کرے، اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرے تو کہہ دے کہ میں صائم ہوں''۔(متفق علیہ)

لہٰذا میرے بھائی! ہمیں چاہیئے کہ حالت صوم میں ہر طرح کے فضول اور بیہودہ قول وفعل سے کلی اجتناب کریں، تاکہ ہمارے صیام عنداللہ شرف قبولیت سے ہمکنار ہوں۔

۲-قیام اللیل (تراویح):

رمضان کی راتوں میں پابندی کے ساتھ تراویح کی ادائیگی کا اہتمام بڑے اجر وثواب کا کام ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **''من قام رمضان إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه''** ''جو شخص ماہ رمضان میں ایمان اور اجر وثواب کی نیت سے قیام اللیل کرتا ہے اسکے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''۔(متفق علیہ)

نیز پابندی کے ساتھ اخیر تک تراویح مکمل کرنے سے اجر وثواب دوبالا ہوجاتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے امام کے ساتھ اخیر تک قیام اللیل کرتا ہے اس کیلئے رات بھر کا قیام اللیل لکھ دیا جاتا ہے''۔(صحیح الجامع:۱۶۱۵)

تراویح، قیام اللیل اور تہجد ایک ہی چیز کے کئی نام ہیں، اس کی مسنون تعداد وتر سمیت گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔(بخاری) البتہ اس سے کم وبیش پڑھنے کی بھی اجازت ہے، قیام اللیل سے متعلق کئے گئے سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیام اللیل دو دو رکعت ہے، جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر ماسبق کو وتر بنالے''۔(متفق علیہ)

۳-تلاوت قرآن کریم:

ماہ رمضان نزول قرآن کا مہینہ ہے، حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو ماہ رمضان میں قرآن کا دور کراتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ فِيهِ ٱلْقُرْءَانُ﴾[البقرة:۱۸۵] ''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا''۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس ماہ میں کثرت سے کتاب اللہ کی تلاوت کرے، اور اللہ سے رو کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

اور اس مناسبت سے سلف صالحین صحابۂ کرام وغیرہم سے بڑا اہتمام منقول ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، قتادہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام زہری رحمہ اللہ، سفیان ثوری رحمہ اللہ وغیرہم رمضان المبارک میں اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر تلاوت قرآن میں منہمک ہوجاتے تھے۔

۴-صدقہ وانفاق:

رمضان میں صدقہ وانفاق بھی ایک مبارک عمل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان میں کیا گیا صدقہ سب سے افضل ہے''(ترمذی)، نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ فیاض تھے، اور رمضان میں حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات پر آپ کا جود وکرم اور بڑھ جاتا، حتیٰ کہ آپ رحمتوں اور برکتوں سے لدی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے''۔(بخاری)

صدقہ وانفاق کی چند صورتیں یہ ہیں:

☆ کھانا کھلانا: کھانا کھلانے کیلئے کھانے والے کا فقیر اور فاقہ کش ہونا ہی شرط نہیں ہے، بلکہ ہر کسی شخص کو کھانا کھلانا بھی اس میں شامل ہے۔

☆ صوم رکھنے والوں کو افطار کرانا: اس کام کی بڑی فضیلت وارد ہے، رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صائم کو افطار کرایا، اسے اسی کی طرح اجر وثواب ملے گا، اور صائم کے ثواب میں کسی قسم کی کمی بھی نہ ہوگی''۔ (احمد، نسائی، صحیح الترغیب: ۱۰۷۸)

۵-عمرہ:

عمرہ کرنا یوں بھی ایک افضل عمل ہے، لیکن رمضان میں عمرہ کا ثواب اور بڑھ جاتا ہے، آپ ﷺ نے رمضان میں اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: " **عمرة في رمضان تعدل حجة** " ''رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے''۔ (متفق علیہ)، اور ایک روایت میں ہے: "**حجةً معي**"، ''میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

۶-شب قدر کی تلاش وجستجو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ۝١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ۝٢ لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ﴾ [القدر: ۱-۳] ''بیشک ہم نے اسے (قرآن مجید کو) شب قدر میں اتارا ہے، اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**من قام ليلة القدر إيماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه**"۔ ''جو شخص ایمان کے ساتھ، اجر وثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کرتا ہے اسکے گذشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہے (بخاری) شب قدر میں پڑھی جانے والی مسنون دعاء یہ ہے: "**اللهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني**" ''اے اللہ! بیشک تو بڑا معاف فرمانے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، تو مجھے معاف فرمادے''۔ (احمد، ترمذی وصححہ)

۷-ذکر اور دعا واستغفار:

رمضان المبارک کی لیل ونہار کی ساعتیں اور اس کا ایک ایک لمحہ اہل ایمان کیلئے نعمت ہے، لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ انہیں غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے ذکر واذکار اور دعا واستغفار میں مشغول رہیں بالخصوص ان اوقات میں جو قبولیت دعا کے اوقات ہیں، مثلاً:

۱-افطار کے وقت، کیونکہ اس وقت دعا رد نہیں ہوتی۔

۲- رات کے آخری تہائی حصہ میں، جبکہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔

۳- سحر کے وقت۔

۴- جمعہ کے روز، بالخصوص عصر کے بعد۔

۵- اذان اور اقامت کے درمیان۔

۶- سجدوں میں۔

۸-اعتکاف:

رمضان کے آخری عشرہ میں ایک خاص عبادت اعتکاف بھی ہے، جس کے معنی ہیں عبادت کی غرض سے اخری عشرہ میں مسجد کو لازم پکڑ لینا، رسول اللہ ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف فرماتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔ (بخاری)

اعتکاف کی حالت میں بیوی سے مباشرت کرنا حرام ہے،

اسی طرح معتکف کو چاہیئے کہ ان ایام میں کثرت سے عبادت میں مصروف ہوکر لایعنی چیزوں سے اجتناب کرے۔

صیام کے آداب اور احکام و مسائل:

صیام کے بعض ضروری آداب اور احکام و مسائل درج ذیل ہیں:

۱۔ رمضان کا چاند دیکھ کر صوم شروع کرنا چاہیئے اور دیکھ کر ہی افطار کرنا چاہیئے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر ہی صوم شروع کرو، اور چاند دیکھ کر ہی افطار (رمضان ختم کرنا) کرو، اور اگر مطلع ابر آلود ہوتو مہینوں کی تعداد مکمل کرو'' (متفق علیہ)

۲۔ صیام رمضان یا دیگر واجب صیام کیلئے طلوع فجر سے قبل نیت کرنا واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"من لم يجمع الصيام قبل الفجر فلا صيام له"** (صحیح ابوداؤد: ۲۱۱۸) ''جس نے فجر سے قبل صوم کی نیت نہ کی اس کا صوم نہ ہوگا''۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور اس کا محل دل ہے، صوم یا دیگر عبادات کیلئے زبان سے نیت کے الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہیں، لہٰذا عوام میں رائج **"نویت أن أصوم غداً الخ"** وغیرہ کے الفاظ بدعت ہیں مستزاد یہ کہ معنی بھی غلط ہیں۔

۳۔سحری: صائمین کیلئے سحری کرنا مستحب ہے، یہ نبی کریم ﷺ کی سنت اور ایک بابرکت چیز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سحری کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے، (بخاری)

۴۔سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، (بیہقی بسند صحیح)، لہٰذا رات ہی میں سحری کر کے سوجانا یا غروب آفتاب کے بعد احتیاط کے نام پر تاخیر کرنا سنت رسول ﷺ کے مخالف عمل ہے۔

۵۔ تازہ کھجور، خشک کھجور یا پانی سے صوم افطار کرنا مسنون ہے۔(صحیح ابوداؤد)

۶۔ صوم افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی مسنون ہے: **"ذهب الظمأ وابتلت العروق و ثبت الأجر إن شاء الله"** یعنی (پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں، اور اجر بھی اِن شاءاللہ ثابت ہوگا) (صحیح ابوداؤد)

۷۔ صائم کیلئے جائز امور:

۔مباشرت کے سبب جنابت کی حالت میں صبح کرنا۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''صبح ہو جاتی جبکہ آپ ﷺ مباشرت کے سبب جنبی ہوتے، پھر آپ غسل کر کے صوم رکھتے'' (متفق علیہ)

۔مسواک کرنا (خشک ہو یا تر، زوال سے قبل ہو یا زوال کے بعد) (متفق علیہ)

۔کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، (البتہ مبالغہ کرنا ممنوع ہے) (صحیح ابوداؤد)

۔ بیوی کو بوسہ دینا، یا بغلگیر ہونا، بشرطیکہ اپنے نفس پر کنٹرول اور قابو ہو، اگر مباشرت کر لینے کا اندیشہ ہوتو جائز نہیں۔ (متفق علیہ)

۔ انجکشن لگوانا یا دانت اکھڑوانا، بشرطیکہ انجکشن غذا پہونچانے والا نہ ہو۔

۔ کھانا چکھ لینا، بشرطیکہ حلق میں نہ اترے۔(متفق علیہ)

۔ سرمہ لگانا، آنکھوں میں دوا ڈالنا، بھول کر کھانا یا پینا۔ (بخاری)

۸۔ صوم کو باطل کر دینے والے امور:

۔ عمداً وقصداً کھانا پینا۔(متفق علیہ)

- عمداً قے کرنا، البتہ ازخود قے آنے سے صوم متاثرنہیں ہوتا۔(صحیح ابوداؤد)

- بیوی سے ہمبستری کرنا، اس عمل سے صوم فاسد ہوجائے گا اوراس کی قضااور کفارہ واجب ہوگا۔ کفارہ یہ ہے: ایک غلام آزاد کرنا، اگرنہ ملے تو دوماہ کے مسلسل صوم رکھنا، اوراگراستطاعت نہ ہوتو ساٹھ مسکینوں کوکھانا کھلانا۔(متفق علیہ)

- (برائے خواتین) حیض یانفاس کاخون آنا، (ایسی حالت میں صوم چھوڑنااوراس کی قضا کرناضروری ہے۔(بخاری)

- کسی بھی طرح سے قصداً منی خارج کرنا، البتہ احتلام صوم پراثراندازنہیں ہوتا۔

۹- عذرکےمسائل:

- مسافرکیلئے صوم رکھنا اور ترک کرنا دونوں جائز ہے۔ (متفق علیہ) صوم ترک کرنے کی صورت میں بعد میں اس کی قضا ضروری ہے، (البقرۃ: ۱۸۴)۔

- دودھ پلانے والی اور حاملہ عورتوں کیلئے صوم ترک کرنے کی رخصت ہے، البتہ بعد میں اس کی قضاضروری ہے۔(صحیح سنن الترمذی،1/382،وصحیح النسائی،2/135،صحیح سنن أبي داود،2/71)

- بوڑھوں اورایسے مریضوں کیلئے جن کوشفایابی کی امید نہ ہو، انہیں صوم رکھنے کے بجائے فدیہ ادا کرنے کی رخصت ہے، اوران پرقضانہیں ہے، ایک دن کا فدیہ ایک مسکین کو(نصف صاع) کھانا کھلانا ہے۔(صحیح البخاری،کتاب التفسیر،حدیث 4505۔ والاجماع ازابن المنذر،ص60)

زکاۃالفطر:

زکاۃ الفطرہرمسلمان پرفرض ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ”فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعاً مِنْ تَمَرٍ أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيْرِ وَ الْكَبِيْرِمِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلاٰةِ “.

”رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ الفطرایک صاع کھجوریا ایک صاع جَو غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے ہرمسلمان پر فرض قرار دیا ہے، اورحکم فرمایا ہے کہ اسے لوگوں کے صلاۃِ عید کیلئے نکلنے سے قبل ہی ادا کردیا جائے“۔(بخاری)

زکاۃ الفطرسے متعلقہ احکام ومسائل درج ذیل ہیں:

۱- زکاۃ الفطرکا مقصد صوم کی حالت میں سرزد ہونے والی غلطیوں سے پاکی اور عید کی خوشی میں غرباء ومساکین کیلئے خوراک کی فراہمی ہے۔

۲- زکاۃ الفطرکیلئے صاحب نصاب ہوناضروری نہیں، جس شخص کے پاس ایک دن کا خرچ موجود ہے اس پر زکاۃ الفطر ادا کرنا فرض ہے۔

۳- زکاۃ الفطر کی مقدارشہر میں رائج غلہ کا ایک صاع (تقریباً ڈھائی سے پونے تین کلوگرام) ہے۔

۴- زکاۃ الفطرشہر میں رائج غلے سے ہی نکالناضروری ہے، نقدی روپئے یا کوئی اور چیز زکاۃ الفطر میں نکالنا جائز نہیں ہے۔

۵- زکاۃ الفطرکے مستحقین وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں جو زکاۃ کے مستحق ہیں۔

۶- زکاۃ الفطر کی ادائیگی کا اصل وقت صلاۃِ عید کیلئے نکلنے سے پہلے ہے، البتہ عید سے ایک یا دوروز قبل ادا کردینا بھی جائز ہے، بلا عذر صلاۃِ عید کے بعد ادا کرنے سے زکاۃ الفطر ادا نہیں ہوتا بلکہ عام صدقہ شمار ہوتا ہے۔

۷۔ زکاۃ الفطر میں گھٹیا مال نکالنا جائز نہیں۔(سورۂ بقرہ: ۲۶۷)

۸۔ زکاۃ الفطر ہر شخص کو اپنی اور اپنے تمام ماتحت لوگوں کی طرف سے ادا کرنا ضروری ہے، حتی کہ غلاموں اور عید کی صبح پیدا ہونے والے نومولود کی طرف سے بھی ادا کرنا چاہیئے۔

عید الفطر اور صلاۃ عید کے مسائل:

صلاۃ عیدین سنت مؤکدہ ہے۔ صلاۃ عیدین کی مشروعیت ا رہجری میں ہوئی۔

عید الفطر سے متعلقہ احکام ومسائل حسب ذیل ہیں:

☆ عید کے روز غسل کرنا، حسب استطاعت نئے، خوبصورت اور صاف ستھرے کپڑے پہننا مسنون ہے۔

☆ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے طاق عدد (۳، ۵، ۷، وغیرہ) کھجوریں کھانا سنت ہے۔

☆ عید کی رات غروب آفتاب سے لے کر عید گاہ پہونچنے تک، بلند آواز سے تکبیریں پکارنا سنت ہے، البتہ عورتیں پست آواز میں تکبیریں کہیں گی۔

تنبیہ: ہر شخص تنہا تنہا تکبیر پکارے گا، اجتماعی تکبیر بلند کرنا بدعت ہے۔

☆ صلاۃ عید کھلے میدان، عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے، تاہم مسجد میں بھی جائز ہے۔

☆ عید گاہ پیدل جانا، اور ایک راستے سے جا کر دوسرے راستے سے واپس آنا (راستہ بدلنا) سنت ہے۔

☆ صلاۃ عید الفطر عید الاضحیٰ کے بہ نسبت جلدی ادا کرنی چاہیئے۔

☆ صلاۃ عیدین میں اذان ہے نہ اقامت، نہ اس سے قبل کوئی سنت، نفل یا تحیہ ہے نہ اس کے بعد۔

☆ عید کی دو رکعتیں ہیں، پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہی جائیں گی۔

☆ قراءت جہری کرنا، نیز سورہ قٓ اور سورہ قمر یا سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ کی تلاوت کرنا مسنون ہے، البتہ اس کے علاوہ بھی جائز ہے۔

☆ صلاۃ عیدین میں مرد، عورتیں اور بچے سب حاضر ہوں گے، عورت اگر ایام ماہواری میں ہے، تو بھی اسے عید گاہ آنے کی تاکید ہے، صلاۃ عید نہ پڑھے گی لیکن مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوگی۔

☆ خطبہ صلاۃِ عید کے بعد ہوگا۔

☆ اگر جمعہ اور عید ایک دن جمع ہوجائیں تو صلاۃ عید پڑھنے والے پر جمعہ فرض نہیں ہے، تاہم پڑھ لینا افضل ہے، اور اگر جمعہ نہیں پڑھا تو اس کی جگہ ظہر ادا کرے گا۔

☆ اگر صلاۃ عید فوت ہوجائے تو اس کی قضا کرنی چاہیئے۔

☆ عید کا دن خوشی اور مسرت کا دن ہے، لہٰذا اس میں جائز قسم کے اسلامی تاریخی اشعار، اور اسی طرح سے گیت وغیرہ گانا جائز ہے۔ البتہ موجودہ دور کے گانے بجانے، سارنگیاں اور رقص وسرود حرام اور ناجائز ہیں۔

☆ عید کے روز ایک دوسرے کو عید کی مبارکبادی دینا اور "تقبل الله منا ومنكم" وغیرہ کے الفاظ میں تہنئہ پیش کرنا جائز اور مستحب ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله و صحبه أجمعين۔

تحقیقات وتوضیحات

دعائے قنوت میں آمین کہنا

ڈاکٹرعبدالصبورمدنی (نائب شیخ الجامعہ، جامعہ سلفیہ بنارس)

دعائے قنوت میں آمین کہنے کا مسئلہ ہرسال ماہ رمضان میں بحث وجدال کا ذریعہ بن جاتا ہے، ذیل میں ائمہ سلف کے اقوال وآراء کی روشنی میں مسئلہ ھذا کی وضاحت جامعہ سلفیہ بنارس کے قابل قدر استاذ اور باحث ومحقق ڈاکٹر عبدالصبور مدنی کے گہربار قلم سے کی گئی ہے۔موصوف کے شکریہ کے ساتھ مضمون ہدیہ قارئین ہے۔

اسحاق بن منصور کوسج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا:

”كيفَ يدعو في الوِترِ؟ قال: يدعو الإمامُ، ويُؤَمِّن مَنْ خلفه“۔(مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ: ۲/ ۷۶۰)

’’وتر میں کیسے دعا کی جائے؟ انہوں نے کہا: امام دعا پڑھے اور جواس کے پیچھے ہوں آمین کہیں‘‘۔

یہی رائے اسحاق بن راہویہ کی بھی ہے۔(مسائل الامام احمد و اسحاق بن راہویہ: ۲/ ۷۶۰، مختصر قیام اللیل (ص: ۳۲۶)، الاوسط، ابن منذر: ۵/ ۲۱۵)

اوراسی کوابن منذر نے اختیار کیا ہے۔(الاوسط: ۵/ ۲۱۵)

”الذي لا اختلاف فيه أن يدعو الإمام، ويؤمن من خلفه“۔(مسائل الامام احمدواسحاق بن راہویہ: ۹/ ۴۸۴۹)

’’اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ (وتر میں) امام دعا پڑھے اورمقتدی آمین کہے‘‘۔

مُہنّا بیان کرتے ہیں کہ امام احمد سے پوچھا گیا جو شخص اپنے گھر میں تنہا دعائے قنوت پڑھتا ہے کیا وہ بلند آواز سے قنوت پڑھے یا پست آواز سے؟ امام احمد نے کہا: پست آواز سے کیونکہ امام اس لیے بلند آواز سے قنوت پڑھتا ہے تا کہ مقتدی آمین کہے۔(بدائع الفوائد، ابن القیم: ۴/ ۱۵۰۳)

ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”إذا أخذ الإمام في القنوت أَمَّنَ من خلفه، لا نعلم فيه خلافاً“۔(المغنی: ۲/ ۵۸۴)

’’جب امام قنوت پڑھنے لگے تو مقتدی آمین کہے، میں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں جانتا ہوں‘‘۔

قنوتِ نازلہ میں مقتدیوں کا آمین کہنا ثابت ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”قَنَتَ رسولُ الله ﷺ شهرًا متتابعًا في الظّهر، والعصر، والمغرب، والعشاء، وصلاة الصبح في دُبُرِ كلِّ صلاةٍ، إذا قال: سمع الله لمن حمده من الركعة الآخرة، يدعو على أحياءٍ من بني سُلَيْم، على رِعْلٍ، و ذَكْوَان، و عُصَيَّةَ، و يؤَمِّنُ مَن

خلفه“۔(سنن ابی داود:۲/۵۷۷،رقم:۱۴۴۳،مسند احمد:۱/۴۷۵ رقم:۲۷۴۶،مختصر قیام اللیل (ص:۳۲۶)،صحیح ابن خزیمہ:۱/۳۱۳، رقم:۶۱۸،مستدرک الحاکم:۱/۳۴۸،رقم:۸۲۰،بسند ہلال بن خباب العبدی،عن عکرمہ،عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

ہلال بن خباب صدوق راوی ہے،اس حدیث کے بارے میں نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”**رواه أبوداؤد بإسناد حسن أو صحيح**“ ابوداوٗد نے اسے حسن یا صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ابوبکر حازمی اور شیخ البانی نے ہلال کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔دیکھیے:المجموع شرح المہذب:۳/۵۰۲،البدر المنیر:۳/۶۲۸،ارواء الغلیل:۲/۱۶۳)

”اللہ کے رسول ﷺ ایک مہینہ تک لگاتار ظہر،عصر، مغرب،عشاء اور فجر تمام نمازوں کے آخر میں قنوت کرتے رہے، آخری رکعت میں جب آپ ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہتے تو بنو سُلیم کے چند قبیلوں رِعل،ذکوان اور عُصیہ پر بدعا کرتے اور پیچھے مقتدی آمین کہتے“۔

دعائے قنوت میں آمین کی جگہیں:

امام جب بلند آواز سے دعائے قنوت پڑھے اور مقتدی تک اس کی آواز پہنچ رہی ہو تو اسے چاہیے کہ آمین کی جگہوں یعنی دعائیہ کلمات پر قدرے بلند آواز سے آمین کہے اور حمد وثنا کے کلمات پر خاموش رہے یا انہیں کلمات کو دہرائے،چنانچہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی دعائے قنوت کے ابتدائی پانچ کلمات یعنی ”**اللَّهُمَّ اهْدِنا فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنا فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ**“ پر مقتدی آمین کہے اور اس کے بعد والے تمجیدی کلمات یعنی: ”**فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ , وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ , وَلَايعِزُّ مَن عَاديتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ**“ پر یا تو خاموش رہے یا اپنے دل میں انہیں دہراتا رہے کیونکہ یہ حمد وثنا کے کلمات ہیں اور ”**وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ**“ پر آمین بھی کہہ سکتا ہے اور اسے دہرا بھی سکتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”**يؤمّن في موضع التأمين**“۔(مسائل الامام احمد-روایۃ ابی داوٗد السجستانی:ص:۹۶)

”مقتدی آمین کی جگہوں پر آمین کہے گا“۔

اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”**الذي لا اختلاف فيه أن يدعو الإمام، ويؤمن من خلفه**“۔(مسائل الامام احمد واسحاق بن راہویہ:۹/۴۸۴۹)

”اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ (وتر میں) امام دعا پڑھے اور مقتدی آمین کہے“۔

امام اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ذکر کرنے کے بعد محمد بن نصر مروزی لکھتے ہیں:

”**وهذا الذي أختار أن يسكتوا حتى يفرغ الإمام من قراءة السورتين، ثم إذا بلغ بعد ذلك مواضع الدعاء أمنوا**“۔(مختصر قیام اللیل:ص:۳۲۶)

”میں بھی اسی کو اختیار کرتا ہوں کہ لوگ خاموش رہیں یہاں تک امام دونوں سورتوں کی قراءت سے فارغ ہوجائے پھر جب وہ دعا کی جگہوں پر پہنچے تو آمین کہیں“۔

اگر کوئی شخص دعائیہ کلمات کے ساتھ تحمیدی وتمجیدی کلمات پر بھی آمین کہہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حمد وثنا اور ذکر واذکار بھی دعا کے ضمن میں آتے ہیں، لیکن حمدیہ کلمات پر "حقا" یا "أشهد" جیسے الفاظ کہنے کی کوئی اصل نہیں ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أفضل الذكر لا إله إلا الله، و أفضل الدعاء الحمدلله"۔(سنن الترمذی: ۵/۳۹۳، رقم: ۳۳۸۳، سنن ابن ماجہ: ۴/۱۲۷، رقم: ۳۸۰۰، عمل الیوم واللیلۃ ،نسائی:ص:۴۸۰، رقم: ۸۳۱، صحیح ابن حبان: ۳/۱۲۶، رقم: ۸۴۶، مستدرک الحاکم: ۱/۶۷۶، رقم: ۱۸۳۴، ترمذی نے کہا: "ھذا حدیث حسن غریب" نیز شیخ البانی نے حسن کہا ہے۔ دیکھیے: صحیح الجامع الصغیر: ۱/۲۴۸، رقم: ۱۱۰۴، الجامع الکامل، ضیاء اعظمی: ۹/۴۵۸)

"سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے افضل دعا الحمدللہ ہے"۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "الحمدللہ" کو دعا میں شمار کیا ہے۔ اسی لیے اہلِ علم تمام ذکر واذکار کو دعا کے قبیل سے مانتے ہیں کیونکہ ذکر واذکار بھی درحقیقت کسی چیز کو اللہ سے مانگنے کا ایک انوکھا انداز ہے۔ کہتے ہیں: ہر سوال کرنے والا اللہ کی تعریف کر رہا ہوتا ہے اور ہر تعریف کرنے والا اللہ سے کچھ مانگ رہا ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"إن المثني ثنائه سائل بحاله، فهو جامع بين الثناء القولي والسؤال الحالي، فهو يقصد الثناء والطلب"۔(جامع المسائل: ۸/۱۵)

"تعریف کرنے والا شخص اپنی تعریف کے ذریعہ اپنی زبان حال سے سوال بھی کر رہا ہوتا ہے۔ اس طرح وہ زبانِ قال سے تعریف اور زبانِ حال سے سوال دونوں چیزوں کو ایک ساتھ جمع کر دیتا ہے اور حمد وثنا اور طلب دونوں کا بیک وقت ارادہ کرتا ہے"۔

مزید لکھتے ہیں:

"الناطق بلفظ الثناء والذكر له ثلاثة أحوال: إما أن يقصد المسألة فقط، وإما أن يقصد الله فقط، وإما أن يقصدهما، ثم إنه وإن قَصَدَ أحدَهما فلا بُدَّ أن يحصل الآخر"۔(حوالہ مذکور)

"ذکر واذکار کرنے والے کی تین حالتیں ہوتی ہیں: یا تو وہ صرف سوال کا قصد کرتا ہے یا صرف اللہ کی حمد وثنا کا، یا دونوں کا ایک ساتھ ارادہ کرتا ہے، پھر اگرچہ وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا قصد کرے تب بھی اسے دوسری چیز لامحالہ حاصل ہو جائے گی"۔

ایک جگہ کہتے ہیں:

"كل واحد من الدعاء والذكر يتضمن الآخر ويدخل فيه"۔(مجموع الفتاوی: ۱۵/۱۹)

"ذکر اور دعا میں سے ہر ایک دوسرے کو شامل اور اس میں داخل ہوتا ہے"۔

لہٰذا اگر کوئی توصیفی اور تمجیدی کلمات پر آمین کہہ دے تو اسے غلط نہیں کہا جائے گا اور نہ ہی اس پر نکیر کی جائے گی۔ واللہ أعلم۔

توجیہات وارشادات

صائمین کی بعض غلطیاں

شیخ نثار احمد محمد مستقیم مدنی (شیخ الجامعۃ جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ خطا ونسیان انسانی فطرت کا جزء لاینفک ہے چنانچہ ایک انسان سہو ونسیان، جہالت ونادانی، سستی وکاہلی، تعصب وہٹ دھرمی اور کبر ونخوت جیسے بہت سارے اسباب وعوامل کی بنیاد پر راہ راست سے ہٹ کر ان گنت غلطیوں کا شکار ہوتا ہے بالخصوص اس ماہ مقدس میں بعض روزے دار حضرات جانے ان جانے میں کچھ غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں یا ان سے ایسے اعمال سرزد ہوتے ہیں جو ایک روزے دار کے لیے مناسب نہیں ہوتے۔

بغرض تنبیہ ایسے بعض اعمال ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔ تاکہ ہم سب ان سے احتیاط برتیں۔

1- سحری پر بیدار کرنے کے لیے نصف شب ہی سے بار بار مساجد کے مناروں سے اس بابت مقابلہ آرائی ہوتی ہے، کہیں متواتر اشعر وشاعری، کہیں وعظ ونصیحت، کہیں تلاوت، تو کہیں گھر گھر جاکر دروازوں پر دستک دے کر اہل خانہ کو بیدار کرکے تو کہیں سائرن بجاکر وغیرہ مختلف طریقوں سے دن کے روزوں، عبادتوں اور مختلف تجارت، زراعت، ملازمت جیسے مختلف پیشوں سے وابستہ افراد کی نیندوں کو حرام اور سکون کو غارت کیا جاتا ہے، علاوہ ازیں بہت سارے مریض، پریشان حال نیز دوسرے ادیان ومذاہب کے لوگوں کو اذیت پہنچانے اور اسلام کی غلط ترجمانی پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مذہبی آزادی پر قدغن لگانے اور اذان جیسے اہم شعائر اسلام اور مختلف قسم کی مشکلات کی پابندی کی راہ ہموار کی جاتی ہے جو مزاج شریعت کے یکسر خلاف اور انسانی فطرت کے عین مخالف ہے کیونکہ سحری میں تاخیر افضل ہے اور اس کے لیے بیدار ہونے کا آدمی از خود ذمہ دار ہے علاوہ ازیں اذان فجر سے تقریباً پندرہ منٹ قبل سحری کی اذان دینا بھی مسنون ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"إِنَّ بلَالًا يُؤَذِّنُ بلَيْلٍ، فَكُلُوا واشْرَبُوا حتَّى يُنَادِيَ ابنُ أُمِّ مَكْتُومٍ". (صحیح البخاری:617)

"جب بلال اذان دیں تو کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں"۔

2- بغیر نیت کے روزہ رکھنا:

بعض لوگ بغیر نیت کے ماہ رمضان کا روزہ رکھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ، فَلَا صِيَامَ لَهُ".

"جس نے فجر ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا

روزہ نہیں''۔(سنن نسائی:2454وصححہ الألبانی)

اس کے برعکس بہت ساری مساجد سے فجر سے قبل نیت کرنے کا اعلان ہوتا ہے جو شرعاً وعقلا حد درجہ جہالت ونادانی کا شاخسانہ ہے چنانچہ نیت کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"نويت أن أصوم غداً من شهر رمضان"۔

''میں آئندہ کل کے روزہ کی نیت کرتا ہوں''۔

یہاں پر پہلی بات یہ معلوم ہونی چاہیئے کہ نیت کا تعلق دل سے ہے نہ کہ زبان سے ،دوسری بات یہ کہ اسلامی تقویم کے حساب سے نئے دن کا آغاز اور اختتام غروب شمس سے ہوتا ہے اور انگریزی کیلنڈر کی رو سے نئے دن کی شروعات اور اسی طرح خاتمہ بارہ بجے رات کو ہوتا ہے اب آیندہ کل کی نیت کرنے سے موجودہ دن کے صوم کے بجائے روزہ دار اگلے دن کی نیت کر رہا ہوتا ہے جو کھلی جہالت کی بنیاد پر سرے سے روزہ کی نیت نہ کرنے کا اعلان ہے۔

3- سحری نہ کرنا:

بعض لوگ جان بوجھ کر سحری نہیں کرتے جو صحیح نہیں ہے، سحری کرنی چاہیے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً".(صحیح بخاری:1923)

''سحری کھاؤ کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے''۔

اور برکت کا حسین مظہر یہ ہے کہ سحری کرنے سے فرشتوں کی مقبول دعا بھی حاصل ہوتی ہے چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إنَّ اللهَ وملائكته يُصَلُّونَ على المتسحِّرينَ".

''اللہ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر صلاۃ (رحمت کی دعا) بھیجتے ہیں''۔(صحیح ابن حبان:3467 والسلسلۃ الصحیحۃ للألبانی:3409)

4- سحری میں جلدی کرنا:

بعض لوگ طلوع فجر سے بہت پہلے سحری کر لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات نیند کے سبب صلاۃ فجر باجماعت کا ترک لازم آتا ہے، بلکہ آرام وسکون کے ساتھ اذان فجر تک سحری کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"بَكِّرُوا الإِفْطَارَ، وَأَخِّرُوا السُّحُورَ".

''افطار میں جلدی کرو جبکہ سحری میں تاخیر''۔(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:1773)

5- روزے کی حالت میں مسواک ترک کردینا:

بعض لوگ روزے کی حالت میں مسواک کرنا ترک کر دیتے ہیں اور مسواک کو مفاسد روزہ سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے کی حالت میں مسواک فرماتے تھے۔سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ وَهُوَ صَائِمٌ مَا لَا أُحْصِي أَوْ أَعُدُّ ".

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزے کی حالت میں اسقدر مسواک کرتے دیکھا جو شمار بھی نہیں کرسکتا''۔(صحیح بخاری928)

6- سرمہ اور روغن وغیرہ کا استعمال ترک کرنا:

بعض لوگ روزے کی حالت میں سرمہ لگانے یا سر پر تیل وغیرہ ڈالنے کو ترک کر دیتے ہیں اور اسے مفاسد روزہ سمجھتے ہیں

جو صحیح نہیں ہے، بلکہ روزے کی حالت میں سرمہ اور تیل وغیرہ ڈالا جا سکتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

''اكْتَحَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَائِمٌ''.(سنن ابن ماجہ:1678وصححہ الألبانی)

''رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں سرمہ لگایا''۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلْيُصْبِحِ دهِينًا مُتَرَجِّلًا''.(صحیح بخاری:926)

''جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو اسے تیل کنگھی کر لینا چاہیے''۔

7۔ ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لینا تاکہ گرمی کی شدت کم ہو جائے:

بعض لوگ روزے کی حالت میں وضو کرتے ہوئے ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس عمل سے منع فرمایا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''وَبَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا''.

''اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو سوائے اس کے کہ تم روزے سے ہو''۔(سنن ابی داود:2366وصححہ الألبانی)

8۔ فرض نمازوں کا خیال نہ رکھنا اور تراویح کو فرائض سے بڑھ کر درجہ دینا:

بعض لوگ روزہ رکھ کر سو جاتے ہیں اور نمازوں سے غفلت کا شکار ہوتے ہیں جو صحیح نہیں بلکہ نمازوں کا خاص خیال رکھتے ہوئے انہیں اپنے وقت پر ادا کیا جائے کیونکہ انسان کی زندگی میں تاحیات اس پر پابند رہنا لازمی ہے بالخصوص ماہ رمضان کی مقدس و باسعادت ساعتوں میں۔

9۔ روزے کی حالت میں تھوکتے رہنا:

بعض لوگ روزے کی حالت میں فضول تھوکتے رہتے ہیں اور ان کا گمان ہے کہ اپنا تھوک نگلنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے جو درست نہیں اور ان کے اس عمل سے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

امام عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''يَبْتَلِعُ رِيقَهُ''.(صحیح بخاری:1/928)

''روزہ دار اپنی تھوک نگل سکتا ہے''۔

10۔ روزے کی حالت میں غصہ ہو کر گالی گلوچ کرنا:

بعض لوگ روزے کی حالت میں معمولی معمولی سی بات پر چیں بہ جبیں ہو کر باتوں باتوں میں گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں جو صحیح نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا، فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ، فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، إِنِّي صَائِمٌ''.

''جب تم میں سے کوئی شخص کسی دن روزے سے ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے، نہ جہالت والا کوئی کام کرے، اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا (کرنا) چاہے تو وہ کہے: میں روزے سے ہوں، میں روزے سے ہوں''۔(صحیح مسلم:2703)

11۔ اذان مغرب کو دینے میں اور افطار کرنے میں تاخیر کرنا:

بعض لوگ غروب آفتاب پر اذان نہیں دیتے بلکہ اندھیرا

پھیلنے کا انتظار کرتے ہیں جبکہ بعض مساجد سے افطاری کا اعلان کرتے یا سائرن بجاتے اور اندھیرا پھیل جانے کے بعد اذان دیتے ہیں جو صحیح نہیں۔

اسی طرح بعض لوگ اذان شروع ہونے پر افطاری نہیں کرتے بلکہ اذان مکمل ہونے کا انتظار کرتے ہیں اور اذان مکمل ہونے کے بعد افطار کرتے ہیں جو صحیح نہیں۔

''بَكِّرُوا الإِفْطَارَ، وَأَخِّرُوا السُّحُورَ''.

''افطار میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر''۔(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:2233)

12- افطاری میں مسکین پڑوسیوں کا خیال نہ کرنا:

بعض لوگ افطاری وسحری میں خود تو پیٹ بھر کر کھاتے ہیں لیکن ان کا مسکین پڑوسی بھوکا رہتا ہے جو صحیح نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِه''.(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:159)

''وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے''۔

13-سحری اور افطاری کے اوقات میں نشہ آور چیزیں استعمال کرنا:

بعض لوگ سحری اور افطاری میں سگریٹ وغیرہ بہت ساری نشہ آور چیزیں استعمال کرتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔کیونکہ نشہ آور چیزیں استعمال کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

14- رمضان کی راتوں میں بیویوں سے دور رہنا:

بعض لوگ رمضان کی راتوں میں پہلے کی طرح بیویوں سے صحبت کو جائز نہیں سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے۔اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ ٱلصِّيَامِ ٱلرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ﴾[البقرة:۱۸۷]

''روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے''۔

15- احتلام کو مفاسد روزہ سمجھنا:

بعض لوگ احتلام کو مفاسد روزہ سمجھتے جو صحیح نہیں۔علامہ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الاحتلام لا يبطل الصوم''.(مجموع الفتاوی 15/275)

''احتلام ہو جانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا''۔

اس کے برعکس کچھ جنبی حضرات حالت جنابت میں ہونے کے باوجود فجر ترک کر کے دیر تک اسی حالت میں نیند کی آغوش یا مختلف کاموں میں مصروف ہوتے ہیں، اسی طرح کچھ دن میں احتلام کے باوجود دیر تک اسی حالت میں باقی رہتے ہیں جو سراسر غلط کیونکہ شریعت نے اذان فجر کے معاً بعد غسل کی گنجائش دی ہے نہ کہ صوم جیسی عبادت کی حالت میں دن کا بیشتر حصہ آدمی جنبی ہو کر گزارے۔

16- دعا سے غفلت اختیار کرنا:

بعض لوگ روزے کی حالت میں اور افطاری کے وقت دعاؤں سے غفلت کا شکار ہوتے ہیں جو صحیح نہیں کیونکہ یہ دعاؤں کی قبولیت کی گھڑیاں ہوتی ہیں لہذا ان ساعتوں میں دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ لَا ترد: دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْصَائِمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ".

"تین دعائیں رد نہیں ہوتیں، باپ کی دعا، روزہ دار کی دعا اور مسافر کی دعا"۔(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ:2845)

17۔ چند رات کی تراویح کا اہتمام اور ختم قرآن پر تراویح بند کر دینا:

بعض لوگ محفل شبینہ کا اہتمام کرتے ہیں جس میں ایک یا چند مخصوص رات کی تراویح میں قرآن پڑھ کر پورا کرتے ہیں جو صحیح نہیں بلکہ آرام وسکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر اچھے انداز میں قرآن مجید پڑھنا چاہیے، نہ کہ جلد بازی اختیار کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ".

"جو شخص قرآن کو تین دن سے کم میں پڑھتا ہے وہ اسے سمجھتا نہیں ہے"۔(سنن ابی داود:1390 وصححہ الألبانی)

علاوہ ازیں تراویح کو پورے ماہ رمضان سے جوڑتے ہوئے نبی ﷺ اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"مَن قَامَ رَمَضَانَ إيمَانًا واحْتِسَابًا، غُفِرَ له ما تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِهِ. قَالَ ابنُ شِهَابٍ: فَتُوُفِّيَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ والأمْرُ علَى ذلكَ، ثُمَّ كانَ الأمْرُ علَى ذلكَ في خِلَافَةِ أبِي بَكْرٍ، وصَدْرًا مِن خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عنهمَا".(صحیح بخاری:2009)

18۔ اعتکاف کی پابندیوں کا خیال نہ کرنا:

بعض لوگ اعتکاف میں ذکرو اذکار اور عبادت کی طرف توجہ کرنے کی بجائے مسجد میں آنے والے نمازیوں کے ساتھ باتیں کرنے میں بیٹھ جاتے ہیں یا بلا عذر مسجد سے باہر نکل پڑتے ہیں جو صحیح نہیں بلکہ اعتکاف کی شرعی پابندیوں کا خیال رکھا جائے۔

19۔ نماز تراویح کو چھوڑ دینا:

بعض لوگ ابتدائی راتوں میں تو بڑے شوق وشوق سے نماز تراویح ادا کرتے ہیں مگر کچھ راتوں کے بعد اسے ترک کر دیتے ہیں جو صحیح نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ".(صحیح مسلم:783)

اللہ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

20۔ خواتین کا زینت اختیار کر کے گھر سے نکلنا:

بعض خواتین زیب و زینت اختیار کر کے نماز تراویح ادا کرنے مسجد جاتی ہیں جو صحیح نہیں، بلکہ مسجد جاتے ہوئے مکمل شرعی پردے کا اہتمام کیا جائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک خاتون ملی جس سے آپ نے خوشبو پھوٹتے محسوس کیا، اور اس کے کپڑے ہوا سے اڑ رہے تھے تو آپ نے کہا: جبار کی بندی! تم مسجد سے آئی ہو؟ وہ بولی: ہاں، انہوں نے کہا: تم نے مسجد جانے کے لیے خوشبو لگا رکھی ہے؟ بولی: ہاں، آپ نے کہا:

"إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهَذَا الْمَسْجِدِ حَتَّى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ".

''میں نے اپنے حبیب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا ہے: اس عورت کی نماز قبول نہیں کی جاتی جو اس مسجد میں آنے کے لیے خوشبو لگائے، جب تک واپس لوٹ کر جنابت کا غسل نہ کرلے''۔(سنن ابی داؤد:4174)

21۔ آخری عشرے کی مقدس گھڑیاں ضائع کرنا:

بعض لوگ عید کی خریداری کے لیے ماہ رمضان کے سب سے اہم آخری عشرے کی بابرکت گھڑیاں روئے زمین کی بہترین جگہوں کو چھوڑ کر بازاروں کے نذر کردیتے ہیں جو روئے زمین کی بدترین جگہیں ہیں ایسا کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے، ہونا یہ چاہیے تھا کہ ان بابرکت گھڑیوں کو اذکار وعبادات میں صرف کیا جائے کیونکہ اس رات کی فضیلت کے متعلق اللہ تبارک کا فرمان ہے:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾[القدر:۳]

''شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔

22۔ عورتوں کا عید کی خریداری کے لیے بے پردہ ہوکر نکلنا:

بعض عورتیں عید کی خریداری کے لیے زیب وزینت اختیار کرکے بے پردہ بازاروں کا رخ کرتی ہیں جو صحیح نہیں۔ ان کی طرف سے یہ خریداری ان کے مرد بھی کرسکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

''أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ، فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ''.(سنن النسائی:5143)

''جو عورت عطر لگائے اور پھر لوگوں کے سامنے سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے''۔

❁ ❁ ❁

(بقیہ صفحہ نمبر:۱۶ کا)

تذلیل ہوگی، مذاق اڑایا جائے گا، تو ہونے دو تذلیل، اڑانے دو مذاق، مر تو نہیں جاؤں گا ناں؟ میں اپنے بچوں کی خوشی کے لیے یہ کڑوا گھونٹ بھی پی لوں گا۔

ایسے نہ معلوم کتنے غربت کے مارے لوگ ہیں جو اپنی بدقسمتی کی ہر قیمت چکانے کے لیے تیار ہوتے ہیں اور ہمارا کٹھور سماج اپنی سخاوت کا ڈنکا بجانے کے لیے ان کے جذبات کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا اور ان کی مفلسی سے کھیلتا ہے، ان کی عزت نفس کو لہولہان کرتا ہے۔ نشہ دولت انسان کو اندھا و بے حس کردیتا ہے، اخلاص وللّٰہیت کی جملہ نصیحتیں کہیں دور محوخواب ہوتی ہیں۔ یاد کیجیے رمضان میں رسول اللہ بہتی ہواؤں سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے، آپ کا فیضان سخاوت عام ہوجاتا تھا، سلف اسوہ رسول کی پیروی میں اناج سے بھری بوریاں رات میں لے کر غریبوں کی بستیوں میں اس لیے نکلتے تھے کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ غور کیجیے، ریا ونمود کا دور دور تک کہیں سراغ نہیں ملتا۔ ضروری ہے کہ ضرورتوں کے اس مہینے میں بے لوث نبی اور سلف کے اسوے کو اپنایا جائے، اللہ کی دی ہوئی دولت سے غرباء و مساکین کی دلجوئی کی جائے، ان کی ڈھارس بندھائی جائے، آپ کے دیے ہوئے چند روپیوں سے آپ کی دولت گھٹ تو نہیں جائے گی لیکن غریب کے گھر کا دامن خوشیوں سے بھر جائے گا، اداس در و بام پر خوشیوں کی کرن اتر آئے گی۔ چند لمحوں کی یہ خوشی تو قسمت کے ماروں کو دے ہی سکتے ہیں۔

بڑے گھروں میں رہی ہے بہت زمانے تک
خوشی کا جی نہیں لگتا غریب خانے میں

❁ ❁ ❁

تنبیہات وترغیبات

ترک زکوٰۃ پر وعید

شیخ عبدالجبار انعام اللہ سلفی (استاذ جامعہ رحمانیہ کاندیولی، ممبئی)

زکوٰۃ کا معنیٰ:

لغت کے اعتبار سے عربی زبان میں زکاۃ کا لفظ دراصل پاکی، بڑھوتری، برکت، صلاح، نیکی پاکیزگی اور مدح وستائش کے معنیٰ میں آتا ہے۔ اور کتاب وسنت میں یہ تمام معانی استعمال ہوئے ہیں۔ اور اس کی مثالیں بھی موجود ہیں۔

پاکی کی مثال:

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾ [توبہ: ۱۰۳] ''اے نبی! آپ ان کے اموال سے صدقہ وصول کیجئے اور اس صدقہ کے ذریعہ ان (کے اموال) کو پاک کیجئے اور ان (کے نفوس) کا تزکیہ کیجئے''۔

نیز اللہ نے فرمایا: ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَآءُ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [نور: ۲۱] ''اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے، کر دیتا ہے، اور اللہ سب سننے والا جاننے والا ہے''۔

بڑھوتری کی مثال: حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

"العلم يزكو بالانفاق". ''علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے''۔

صلاح ودرستگی کی مثال:

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿فَأَرَدْنَآ أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَوٰةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا﴾ [الکہف: ۸۱] ''اس لئے ہم نے چاہا کہ انھیں ان کا پروردگار اس کے بدلے اس سے بہتر پاکیزگی والا اور اس سے زیادہ محبت اور پیار والا بچہ عنایت فرمائے''۔

مدح وستائش کی مثال:

﴿فَلَا تُزَكُّوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ ٱتَّقَىٰٓ﴾ [النجم: ۳۲] ''پس تم اپنی مدح وستائش آپ بیان نہ کرو، وہی پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے''۔ (تفصیل: التعریفات للجرجانی ص: 191، النہایہ فی غریب الحدیث لابن اثیر 2/ 307 دار احیاء التراث الاسلامی، لسان العرب لابن منظور افریقی 14/ 358)۔

زکوٰۃ کا شرعی معنیٰ:

شرعی اعتبار سے اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں:

1۔ علامہ جرجانی زکوٰۃ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"عبارة عن إيجاب طائفة من المال فى مال مخصوص لمالك مخصوص" ''مخصوص مالک کے

مخصوص مال میں ،مال کی ایک مقدار واجب قرار دینے کا نام زکوۃ ہے''۔(التعریفات ص:191)

2۔ "نصيب مقدر شرعاً فى مال معين، يصرف لطائفة مخصوصة"''زکوۃ مخصوص مال کے اس مخصوص حصہ کو کہا جاتا ہے جو مخصوص لوگوں کو دیا جاتا ہے''۔(الشرح الممتع لابن عثیمین 6/17 موسسۃ آسام)

3۔ ''يطلق على اداء حق يجب فى اموال مخصوصة، على وجه مخصوص ويعتبر فى وجوبه الحول والنصاب"(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 23/226، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ)

زکاۃ: ایک حق ہے جو مخصوص اموال میں مخصوص طریقہ سے واجب ہو جاتا ہے اور اس کے واجب ہونے میں سال کے گزرنے اور نصاب کی تکمیل کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

زکوۃ کا حکم:

زکوۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو شریعت کے طے کردہ نصاب کا حقیقی ،یقینی مالک ہو۔اور اس مال پر ایک سال گزر جائے ،سوائے عشری (دسویں یا بیسویں) مالوں کے۔

کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ میں اس کی وجوبیت وفرضیت پر بہت ساری دلیلیں موجود ہیں۔مثلا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا۟ لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾[البقرۃ:۱۱۰]

اور یہی بات قرآن مجید کی اور متعدد آیات میں کہی گئی ہے:(نساء:77،حج:78،نور:56،احزاب:33،مجادلہ:13، مزمل:20)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مستحقین زکوۃ کا تذکرہ کرنے کے بعد اس کے فریضے کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

''فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم وحکمت والا ہے''۔[التوبۃ:۶۰]

اور صحیحین کی روایت ہے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجتے ہوئے جہاں بہت ساری وصیتیں اور نصیحتیں کیں وہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ ؛ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللَّهِ، فَإِذَا عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ، فَإِذَا فَعَلُوا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِذَا أَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ"(صحیح بخاری ،کتاب الزکاۃ،باب لاتوخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ،ح:1458،صحیح مسلم ،کتاب الایمان ،باب الدعاء الی الشہادتین وشرائع الاسلام ح:19)

ترجمہ: تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں (یعنی

اسلام قبول کرلیں) تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ اسے بھی ادا کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض قرار دی ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لی جائے گی (جو صاحب نصاب ہوں گے) اور انہیں کے فقیروں میں تقسیم کردی جائے گی۔ جب وہ اسے بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا۔ البتہ ان کی عمدہ چیزیں (زکوٰۃ کے طور پر لینے سے) پرہیز کرنا۔

نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث فرضیت زکوٰۃ کی صریح دلیل ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت: اسلام میں زکوٰۃ کی بڑی اہمیت اور بہت بلند مقام ومرتبہ ہے، اس سلسلہ میں قرآنی آیات واحادیث میں بہت سارے نصوص موجود ہیں۔

1-زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ومضبوط ستون ہے، جس پر اسلام کا محل قائم ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: **"بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"** (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ح:8، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام ودعائمہ العظام ح:16)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا''۔

2-زکوۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید کے اندر اس کا تذکرہ بتیس (32) مرتبہ کیا ہے جن میں سے تیس (30) مرتبہ زکوٰۃ شرعی معنیٰ میں استعمال ہوا ہے اور دو مرتبہ دوسرے معنوں میں، البتہ ان میں سے چھبیس مرتبہ اللہ نے زکوٰۃ کا ذکر صلاۃ یعنی نماز کے شانہ بشانہ کیا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

1-ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرْكَعُوا۟ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾ [البقرة:۴۳] ''اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''۔

2-نیز اللہ نے فرمایا:

﴿وَقُولُوا۟ لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنكُمْ وَأَنتُم مُّعْرِضُونَ﴾ [البقرة:۸۳] ''اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا''۔

3-ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا:

﴿وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا۟ ٱلزَّكَوٰةَ ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا۟ لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ [البقرة:۱۱۰] ''تم نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے، سب کچھ اللہ کے پاس پالو گے، بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے''۔

زکوۃ نہ دینے پر وعید:

جس طرح زکوۃ کی ادائیگی پر بہت ساری بشارتیں سنائی گئی ہیں اور انسان کو بہت سارے فوائد ملنے کے وعدے کئے گئے ہیں اسی طرح اس کی عدم ادائیگی پر دنیوی واخروی اعتبار سے دردناک عذاب کی دھمکیاں دی گئی ہیں اور سزائیں متعین کی گئی ہیں۔

(1)-دنیوی وعید:

*- زکوۃ کی عدم ادائیگی کی صورت میں اللہ تعالیٰ انسان کو دنیا کے اندر مختلف سزاؤں سے دوچار کرتا ہے۔خشک سالی، پانی کی قلت، بھکمری، اشیاء خوردنی اور غذاؤں کی قلت میں مبتلا کردیتا ہے جیسا کہ درج ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے:

1-ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"ما نقض قوم العهد قط إلا كان القتل بينهم ولا ظهرت الفاحشة في قوم إلا سلط الله عليهم الموت ولا منع قوم الزكاة إلا حبس الله عنهم القطر"(المستدرک للحاکم ح:2577،شعب الایمان للبیہقی ح:3039،صحیح الترغیب والترہیب للالبانی ح:2418)

''یعنی جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اس میں قتل وخونریزی عام ہوجاتی ہے،اور جس قوم میں فحاشی ظاہر ہوتی ہے اللہ ان پر موت مسلط کردیتا ہے اور جو قوم زکوۃ روک لیتی ہے اللہ ان سے بارش روک لیتا ہے''۔

2-ایک دوسری حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما منع قوم الزكاة إلا ابتلاهم الله بالسنين"

''جو قوم زکوۃ روک لیتی ہے اللہ اسے قحط سالی میں مبتلا کردیتا ہے''۔(المعجم الأوسط للطبرانی ح:4577،صحیح الترغیب والترہیب للالبانی ح:763)

3-اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین صحابہ کو جن پانچ آزمائشوں سے آگاہ کیا تھا ان میں سے ایک چیز زکوۃ بھی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"ولم يَمْنعوا زكاةَ أموالِهم إلَّا مُنِعُوا القَطْرَ من السَّماءِ، ولولا البهائمُ لم يُمْطَروا"''اور جو لوگ اپنے مالوں سے زکوۃ روک لیتے ہیں تو ان سے آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے،اگر مویشی نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی''۔

(سنن ابن ماجہ ح:4019،صحیح الجامع للالبانی ح:7978،الصحیحہ ح:106)

*- زکوۃ نہ دینے والا ملعون ہے: حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

"أنَّ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ لعَن آكِلَ الرِّبا، وموكِلَه، وشاهِدَيْه، وكاتِبَه، والمُحِلَّ، والمُحلَّلَ له، والواشِمةَ، والمُستوشِمةَ، ومانِعَ الصَّدقةِ، ونَهى عنِ النَّوْحِ" ''رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے،کھلانے والے،اسے لکھنے والے،حلالہ کرنے والے اور کرانے والے،گودنا گودنے والی اور گودوانے والی اور صدقہ سے روکنے والے پر لعنت بھیجی ہے اور نوحہ کرنے سے بھی منع کیا ہے''۔(مسند أحمد ح:1364،صحیح سنن نسائی للالبانی ح:5119)

*- اسلام نے زکوۃ نہ دینے والے سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے،چنانچہ حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**أُمِرْتُ أَنْ أُقاتِلَ النَّاسَ**

حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ“.

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں، جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے۔ (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے‘‘۔ (صحیح بخاری ح:25)

اور پہلے خلیفہ راشد حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرکے اس کا عملی نمونہ بھی امت کے سامنے پیش کیا، اور زکوٰۃ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

"وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ".

’’میں تو اس شخص سے جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے‘ واللہ اگر وہ مجھے ایک رسی بھی دینے سے رکیں گے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے ان کے انکار پر بھی جنگ کروں گا‘‘۔ (صحیح بخاری ح:7285، صحیح مسلم ح:20)

اخروی وعید: قرآن وسنت کے اندر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے آخرت میں بھی دردناک عذاب کی وعیدیں وارد ہیں۔

* - زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے آخرت میں نار جہنم کے دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ [التوبہ: ۳۴-۳۵] ’’اور جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے، جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس دن ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو‘‘۔

* - زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے ہلاکت وتباہی کی وعید ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ﴾ [فصلت: ۶-۷] ’’اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی منکر ہی رہتے ہیں‘‘۔

* - زکوٰۃ نہ دینے والا جہنم میں جائے گا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: **"مانع الزكاة يوم القيامة في النار"** ’’زکوٰۃ

نہ دینے والا قیامت کے دن جہنم میں ہوگا''۔(المعجم الصغیر للطبرانی ح935،صحیح الجامع الصغیر للالبانی ح:5807 حسن)

* -زکوۃ نہ دے کر بچایا گیا مال قیامت کے دن طوق بنا کر زکوۃ نہ دینے والے کے گلے میں ڈالا جائے گا۔فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ [آل عمران:۱۸۰]

ترجمہ: جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لئے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لئے بدتر ہے۔عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لئے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔

* -زکوۃ نہ نکالا گیا مال قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا اور زکوۃ نہ نکالنے والے کو ڈسے گا۔چنانچہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا، فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ القِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ - يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ - ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ، ثُمَّ تَلَا: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ﴾ الآيَةَ [آل عمران:۱۸۰]
(صحیح بخاری ح:1403،صحیح مسلم ح:4565)

ترجمہ: جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال نہایت زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا۔اس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے جیسے سانپ کے ہوتے ہیں' پھر وہ سانپ اس کے دونوں جبڑوں سے اسے پکڑلے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔اس کے بعد آپ نے یہ آیت: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ﴾ الآيَةَ [آل عمران:۱۸۰] پڑھی۔

ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ فَيَطْلُبُهُ وَيَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ قَالَ وَاللَّهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ" (صحیح بخاری ح:6957)

ترجمہ: قیامت کے دن تم میں سے کسی کا خزانہ چتکبرا اژدھا بن کر آئے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ اسے تلاش کررہا ہوگا اور کہے گا کہ میں تمہارا خزانہ ہوں۔فرمایا واللہ وہ مسلسل تلاش کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ شخص اپنا ہاتھ پھیلا دے گا اور اژدھا اسے لقمہ بنائے گا۔

ان کے علاوہ اور بہت ساری دلیلیں موجود ہیں جن کے اندر زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے دنیا وآخرت دونوں جہان میں سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں زکوٰۃ کی اہمیت کو سمجھنے اور نہایت ہی پابندی اور ایمانداری کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے،جہنم کی وعیدوں سے بچائے۔(آمین)

فقہ وفتاویٰ

زکاۃ کے بعض مسائل

شیخ عبدالحکیم عبدالمعبودالمدنی (مدیر مجلہ الجماعۃ،ممبئی)

سوال: زکوۃ کا مطلب کیا ہے؟ اور یہ کن لوگوں پر فرض ہے؟ اوراس کے شرائط کیا ہیں؟

جواب: زکوۃ کا معنی ہے پاکی یا بڑھوتری، اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی ادائیگی سے قلب و مال پاک ہوجاتا ہے، اوراس سے مال میں برکت اور اضافہ اس انداز میں ہوتا ہے کہ زکوۃ دینے والے کو علم بھی نہیں ہوتا۔

شریعت کی اصطلاح میں زکوۃ کا مطلب ہے: مخصوص مال میں مخصوص وقت پرواجب ہونے والا مخصوص لوگوں کا حق۔

یعنی ایک سال مکمل ہونے پر مویشی، نقدی اور مال تجارت پر زکوۃ ہے جبکہ اناج اور پھل تیار ہوجائے اور متعین مقدار میں اسکا حصول ہوتو اس میں زکوۃ فرض ہے۔

زکوۃ ہراس مسلمان پر فرض ہے جس میں پانچ شرائط موجود ہوں:

1: آزاد ہونا: غلام یالونڈی پر زکوۃ فرض نہیں کیونکہ ان کی ملکیت میں مال ہوتا ہی نہیں، ان کے پاس جو مال ہو وہ ان کے آقا کی ملکیت ہوتا ہے لہٰذا اس کی زکوۃ ان کا آقا ہی ادا کرے گا۔

2: صاحب مال کا مسلمان ہونا: زکوۃ مسلمان کے مال میں فرض ہے، کافر کے مال میں فرض نہیں کیونکہ زکوۃ کا مقصد اللہ تعالی کے قرب کا حصول اوراس کی اطاعت کا اظہار ہے جبکہ کافر شخص اس کا اہل ہی نہیں۔

3: نصاب کا مکمل ہونا: زکوۃ کی فرضیت کے لیے نصاب کا مکمل ہونا ضروری ہے اگر مقررہ نصاب سے مال کم ہے تو اس میں زکوۃ فرض نہیں، صاحب نصاب بالغ ہو یا نابالغ، عاقل ہو یا مجنون ہرایک پر زکوۃ فرض ہے کیونکہ دلائل شرعیہ میں عموم ہے جن کا اطلاق ان تمام مذکورہ افراد پر ہوتا ہے۔

4: ذاتی ملکیت کا ہونا: اگر کسی شخص کے پاس مال ہے لیکن اس پر اس کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص اس کا مالک ہے تو جس شخص کے پاس ہے اس پر زکوۃ فرض نہیں، مثلا اگر کسی غلام سے آقا کا معاہدہ ہوجائے کہ وہ ایک مقررہ رقم ادا کرے تو آزاد ہوجائے گا پھر جب غلام کے پاس اتنی رقم جمع ہوجائے تو بظاہر اس کا مالک تو ہے لیکن اصل میں وہ رقم آقا کی ہے جو وقتی طور پر اس کے پاس ہے۔

5: مال پر ایک سال کا گزرنا: سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **"لا زكاة في مال حتى يحول عليه الحول"** مال میں زکوۃ تب ہے جب اس پر ایک سال گزر جائے۔ (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1792)

واضح رہے کہ ایک سال گزرنے کی شرط اس مال پر ہے جو زمین کی پیداوار سے نہ ہو مثلا نقدی مویشی، مال تجارت وغیرہ ان میں حولان حول ضروری ہے تاکہ وہ خوب بڑھ جائے. اس میں مالک کا فائدہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اگر وہ زمین کی پیداوار ہے تو اس میں ایک سال گزرنے کی شرط نہیں ہے بلکہ اس مال کے ہاتھ میں آجانے ہی پر زکوۃ فرض ہوجائے گی۔ (فقہی احکام ومسائل: شیخ صالح الفوزان صفحہ 278 بتصرف یسیر)

سوال: تجارتی مال میں زکاۃ نکالنے کا طریقہ کیا ہے واضح

کریں؟

جواب: مال تجارت میں زکوۃ نکالنے کے سلسلے میں عالم اسلام کے معروف فقیہ شیخ صالح الفوزان رحفظہ اللہ رقم طراز ہیں کہ: مال تجارت میں زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت کرنسی کے ساتھ بنالی جائے اس میں فقراء کی بہتری کا لحاظ رہے اور وہ سونے یا چاندی کی کرنسی کے نصاب تک پہنچ جائے تو 40/واں حصہ اس میں زکوۃ ہے واضح رہے کہ مال کا بھاؤ وہ نہیں لگے گا جو ایک سال قبل تھا بلکہ موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا تاجر اور زکوۃ وصول کرنے والے دونوں کے درمیان یہی عدل وانصاف ہے۔(فقہی احکام ومسائل: شیخ صالح الفوزان صفحہ 296)

اور اس بابت مزید تفصیل شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ نے بیان کی ہے، آپ لکھتے ہیں کہ: ہر قسم کے تجارتی مال میں زکوۃ فرض ہے اور اس کے ادا کرنے کے لیے تجارتی مال کی قیمت کا چاندی کے نصاب کے برابر ہونا اور اس پر پورے سال کا گزرنا شرط ہے۔تجارتی مال کی زکوۃ نکالنے کا یہ طریقہ ہے کہ سال میں حساب وکتاب کا ایک دن یا کوئی مہینہ مقرر کرلیا جائے، اس دن یا مہینے میں دیکھا جائے کہ اس وقت اسٹاک میں کتنی قیمت کا مال موجود ہے اور فقط تحویل کس قدر ہے اور دوسرے لوگوں کے ذمے فرم کا کس قدر ملنے والا بقایا ہے۔تینوں قسم کی رقموں کو جوڑ کر دیکھا جائے گا کہ کل کتنے نصاب بنتے ہیں، چاندی کے لحاظ سے جتنے نصاب بنتے ہوں ان کی زکوۃ نکال دی جائے، فرم کے ذمے کسی کا کچھ بقایا ہو تو وہ زکوۃ کی فرضیت اور لزوم سے مانع نہیں ہے اور نہ اس کو زکوۃ کی ادائیگی کے وقت اصل سے وضع کیا جائے گا۔غرض یہ ہے کہ بلالحاظ اس کے مذکورہ تینوں قسم کی مجموعی رقم کی زکوۃ ادا کرنی لازمی ہوگی۔(فتاوی شیخ الحدیث:2/288)

سوال: سونے اور چاندی کا نصاب کیا ہے بیان فرمائیں؟

جواب: سونے اور چاندی میں زکوۃ فرض ہے اور اس کی فرضیت کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جو لوگ زکوۃ نہیں نکالتے ان کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے سونے چاندی کے نصاب کے سلسلے میں عالم اسلام کے معروف فقیہ شیخ صالح الفوزان رحفظہ اللہ لکھتے ہیں جب سونا کم از کم 20/مثقال (ساڑھے سات تولے) ہو اور چاندی 200/اسلامی درہم (ساڑھے باون تولہ) ہو تو ان میں چالیسواں حصہ زکوۃ ہے یہ سونا چاندی سکے کی صورت میں ہو یا اس کے علاوہ کسی اور شکل میں ہو۔(فقہی احکام ومسائل: شیخ صالح الفوزان صفحہ 292)

اس سلسلے میں مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اس سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ایک شخص مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے 52/تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور اس کی ملکیت میں آنے کے بعد سال بھر موجود رہے کہ اس کا 40/واں حصہ زکوۃ نکالنا ضروری ہے مثلا ساڑھے سات تولہ سونا کی زکوۃ نکالنی ہو تو اس کا 40/حصہ زکوۃ کا نکالنا ضروری ہوگا مثلا ساڑھے سات تولہ سونا کی زکوۃ نکالنی ہو تو اس کا 40/واں حصہ دو ماشہ دو رتی زکوۃ میں ادا کرنا ضروری ہوگا خواہ اتنے وزن کے برابر سونا ہی نکالے یا دو ماشہ دو رتی سونا جتنے روپے میں بروقت ملتا ہو اتنا روپیہ یا اس کی قیمت کی کوئی دوسری چیز زکوۃ میں ادا کرے، نصاب کے برابر سونا چاندی نقد سکے کی شکل میں ہو یا برتن سردانی، سلالی، کنگھی، خلائی کی شکل میں ہو یا زیور کی شکل میں اور وہ زیور روزمرہ استعمال میں رہتے ہوں یا کبھی کبھار پہن لیے جاتے ہوں یا کبھی بھی نہ پہنے جاتے ہوں ہر حال میں ان کی زکوۃ نکالنی ضروری ہوگی اور مذکورہ نصاب سے جس قدر زائد سونا یا چاندی ہو اس میں بھی اسی حساب سے زکوۃ نکالی جائے گی۔(فتاوی شیخ الحدیث:2/289)

آئینۂ جمعیت و جماعت

دینِ رحمت کانفرنس

شیخ رشید سمیع سلفی (جامعۃ التوحید، بھیونڈی)

تاریخ 7/جنوری بروز اتوار صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئی اور جامع مسجد اہلحدیث مومن پورہ کے اشتراک سے زیر صدارت فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ دین رحمت کانفرنس از 10:30 تا ظہر جامع مسجد مومن پورہ میں اور عصر تا عشاء جھولا میدان میں منعقد ہوئی،صوبائی جمعیت کی دعوتی سرگرمیاں وقت کی دینی واخلاقی صورتحال، عالمی وملکی وفکری منظر نامہ اور سماجی تقاضوں کے پیش نظر حسب حال جاری وساری ہیں، اصلاح، تربیت،تزکیہ،اخلاقی قدروں کی بحالی جماعت کی ترجیح ہے، جامع مسجد مومن پورہ بھی اپنے دینی، دعوتی اور تعلیمی سرگرمیوں کیلئے پورے ممبئی میں جانی جاتی ہے،جھولا میدان کی کانفرنس سماج ومعاشرے پر ایک چھاپ چھوڑتی ہے،ممبئی میں اس کانفرنس کی اپنی ایک شاندار تاریخ ہے،ایک کثیر تعداد اس کانفرنس کے انتظار میں رہتی ہے اور وقت آنے پر استفادے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتی،صبح کی نشست مسجد میں رکھی گئی تھی،کئی اہم موضوعات پر علماء نے خطاب کیا ہے،فضیلۃ الشیخ عبدالحکیم مدنی/حفظہ اللہ نے نظامت کے فرائض انجام دئے،فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ مدنی/حفظہ اللہ نے استقبالیہ پیش کیا،صبح سے ہی دور دراز سے آنے والے مہمان مسجد میں اپنی جگہ بنا چکے تھے،ظہر تک مختلف عنوانات پر خطاب کا سلسلہ چلتا رہا،ظہر کے بعد سامعین کیلئے مسجد میں کھانے کا پروگرام رکھا گیا تھا،آنے والے مہمانان کیلئے مسجد کے تمام فلور کو کھول دیا گیا تھا،خواتین بھی کثیر تعداد میں علیحدہ نشست میں موجود تھیں،مسجد کے ذمے داران اور نوجوان مہمانوں کے خدمت وسہولت کیلئے پورے طور پر سرگرم تھے۔

بعد نماز عصر مسجد کے سامعین نے جھولا میدان کا رخ کیا، جھولا میدان میں پوری تیاریاں مکمل کرلی گئی تھیں، پرشکوہ سٹیج، کرسیاں، دریاں،لائٹنگ،مائک سسٹم سب کچھ کانفرنس کے معیار کے مطابق تھا،امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ کی صدارت میں شیخ ظہیر سنابلی/حفظہ اللہ نے کانفرنس کی شروعات کی،علماء نے کانفرنس کے عنوان اور اپنے ذیلی موضوعات کو کتاب وسنت کی روشنی میں بیان کیا،تمام تقاریر اور گفتگو کا محور ایک خاص پہلو تھا جو اسلام کے رحمت ومروت،امن وشانتی،عفو درگذر،رواداری وخیر سگالی،رفق وملائمت،نصح وخیر خواہی کو درشاتا تھا،اسلام اللہ رب العزت کی شان رحیمی کا مظہر ہے جس کی جھلکیاں اس کی جملہ تعلیمات میں نظر آتی ہیں،دین رحمت کانفرنس ایک تحریک ہے،ایک پیغام حیات ہے،ایک لائحۂ عمل ہے،اسلام کے دین رحمت ہونے کے شواہد اسلام کے اقدار وروایات سے مترشح ہیں،مقررین نے اسلام کے رحمت کے پہلو کو اپنے موضوعات میں خوب اجاگر کیا ہے،اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں انسانیت کے درد کا درماں نہیں ہے،موجودہ دور میں اگر کوئی دین انسانیت کے مسائل کو حل کرسکتا ہے تو وہ اسلام ہے، بعض لوگ اسلام کے نئے ایڈیشن کی بات کرتے ہیں کیونکہ وقت بہت بدل گیا ہے،جبکہ اسلام کی تعلیمات میں ہر زمانے اور ہر دور کا ساتھ دینے کی صلاحیت موجود ہے،دوسری آسمانی کتابوں میں تحریف کا نشتر اسی دلیل سے چلایا گیا ہے جس کا

اسلام نے پہلے سے سد باب کر دیا ہے،اس قسم کے لوگ ہمیشہ خائب وخاسر ہوئے ہیں،اس وقت مغربی تہذیب اور نظام کا بہت زیادہ شہرہ ہے،دنیا ویسٹرن کلچر کو بہت زیادہ پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہی ہے،جبکہ اہل مغرب اپنے کلچر کے غیر فطری نتائج سے عاجز آچکے ہیں اور ان کو خود ایک نئے نظام کی تلاش ہے جو ان کی بے چینی اور کسمپرسی کو دور کر سکے،اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اس ضرورت کی تکمیل ہے، اسلام کی جو تعلیمات مردوں کیلئے رحمت ہیں ان میں خواتین بھی شریک ہیں،اسلام نے خواتین کا کھویا ہوا وقار بحال کیا ہے،پہلے کی طرح اب کوئی بھی اپنے مرد ہونے کی طاقت کا استعمال عورتوں پر نہیں کر سکتا،اگر مرد کیلئے طلاق کا راستہ ہے تو مظلوم عورتوں کو بھی خلع کا اختیار دے کر انھیں مجبور محض بننے سے بچا لیا گیا ہے،مسلمانوں میں بدعمل عناصر دین رحمت کے نمائندہ نہیں ہوسکتے،ان کی چلت پھرت، گفتار وکردار،نشست وبرخاست اسلام کا تعارف نہیں ہوسکتی، اسلام کا حقیقی تعارف کتاب وسنت اور اسلامی تعلیمات اور سیرتِ طیبہ ہے، اسلام دین رحمت ہے اور محمد ﷺ رسول رحمت ہیں اور منہج اہلحدیث منہج عدل و رحمت ہے،اسلام اس وقت تک دین رحمت نہیں ہوسکتا جب تک کہ تقلید شخصی، بدعت،تصوف،شرک سے پاک نہیں ہوگا،توحید وسنت سرتاپا خیر ورحمت ہے اور جماعت اہلحدیث کی ترجیح بھی...خالص اسلام ہی دین رحمت ہے، جب اس میں ملاوٹ ہوگئی تو اس کی تاثیر اور خاصیت ختم ہوجاتی ہے، آج اس دین کی برکتوں سے دنیا بھرپور مستفید نہیں ہو پارہی ہے کیونکہ ایک بڑی تعداد نے خالص دین کو چوں چوں کا مربہ بنا دیا ہے،یہی لوگ اپنے عقیدہ وعمل سے اسلام کی شبیہ خراب کرتے ہیں، دنیا میں دین پر عمل کرنے کیلئے مشقت اور قربانی درکار ہیں لیکن مشقتوں پر صبر انسان کو اخروی رحمتوں سے ہمکنار کرتا ہے، دین رحمت دراصل اخروی رحمت کا ذریعہ ہے، دین رحمت کا ایک مظہر وحدت اور اجتماعیت ہے، اجتماعیت کو ضرر پہونچا کر رحمت و سعادت کا حصول ممکن نہیں ہے،شرک سے انتشار پھیلتا ہے اور توحید سے وحدت واجتماعیت کو تقویت پہنچتی ہے،مساجد مسلمانوں کے ایمان کا معیار ہیں جو صرف جمعہ وجماعت کا مصرف نہیں ہیں، بلکہ دیگر دعوت وخیر کے کاموں کیلئے بھی استعمال کی جاسکتی ہیں،مساجد سے جڑنے میں اجتماعیت کو قوت ملتی ہے اور کٹنے میں انتشار کو فروغ ملتا ہے، مفادات اور مصلحتوں کو اجتماعیت پر قربان کرنا ہی سلف کی راہ ہے نہ کہ اجتماعیت کو اپنے مفادات کے بھینٹ چڑھا دینا...

کانفرنس میں ان زریں اور گرانقدر خیالات کا اظہار مہمان علماء نے کیا، امیر محترم نے کانفرنس کی 10 قرارداد پیش کی جو ملک کے سیاسی، سماجی، معاشی، اجتماعی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے طے کی گئی تھیں، نیز مشرق وسطی کے مسئلے کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی، دین رحمت کانفرنس میں فضیلۃ الشیخ ظفر الحسن مدنی، فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ عبدالکریم مدنی، فضیلۃ الشیخ عبدالمعید مدنی، فضیلۃ الشیخ عبدالحسیب مدنی، فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن مکی، فضیلۃ الشیخ محمد رحمانی، فضیلۃ الشیخ ابو زید ضمیر حفظہم اللہ خطباء تھے، جامع مسجد کے شعبہ تحفیظ کے فارغین طلبہ کی عزت افزائی بھی کی گئی، اب تک جامع مسجد کے شعبۂ تحفیظ سے تیرہ طلبہ فارغ ہوچکے ہیں، آخری نشست میں عوام الناس کی بڑھتی ہوئی کثرت جھولا میدان میں سما گئی تھی، خواتین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، سامعین ممبئی ومضافات سے کشاں کشاں تشریف لائے تھے، انتظامی سہولیات میں ممکنہ طور پر کوئی کمی بھی نہیں رکھی گئی تھی، سامعین اور مہمانان کیلئے عشائیے کا اہتمام تھا، نماز کے بعد عشائیہ تناول فرما کر لوگوں نے گھروں کا رخ کیا۔

قرارداد کانفرنس

دین رحمت کانفرنس میں ارباب جمعیت و جماعت نے چند قرداد پاس کی ہیں۔

(اسے امیر محترم عبدالسلام سلفی نے پیش کیا)

اس وقت عالمی اور قومی پیمانے پر بے چینی پھیلی ہوئی ہے، ہر طرف سیاسی، معاشی، سماجی بحران پھیلتا جا رہا ہے، خود غرضی، نفرت اور عداوت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ دینِ رحمت کانفرنس یہ سمجھتی ہے کہ:

۱۔ سارے عالم کو ایک انسانی برادری سمجھا جائے اور تمام بے جا اختلافات اور نفرتوں کو چھوڑ کر انسانی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا جائے۔

۲۔ اس وقت سارے عالم میں سیاسی تشدد اور جھگڑے بڑھتے جا رہے ہیں، ہماری کانفرنس تمام سیاست دانوں اور کار خیر کرنے والوں سے اپیل کرتی ہے کہ سیاست میں شدت پسندی کو مل کر ختم کریں اور رواداری کو فروغ دیں۔

۳۔ اس وقت ساری دنیا میں معاشی بدحالی ہے انسانیت نوازوں اور عدل پسندوں کو اس کا شدت سے احساس ہے، کانفرنس ایسے تمام لوگوں سے معاشی توازن لانے کی کوشش کرنے کی سفارش کرتی ہے تا کہ مال کی گردش جاری رہے۔

۴۔ یہ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ جہاں جہاں مفادات کی جنگ جاری ہے اور بے گناہ مارے اور تباہ کئے جا رہے ہیں وہ جنگیں بند کی جائیں۔

۵۔ قومی پیمانے پر یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ملک عزیز میں شدت پسندی کو بڑھاوا مل رہا ہے کمزور معاشی سیاسی سماجی ہر سطح پر پست ہوا جا رہا ہے، ہماری یہ کانفرنس استدعا کرتی ہے کہ ملک کی قیادت موجودہ صورتِ حال کو بدلنے اور نارمل حالات لانے کے لئے ذمہ داری ادا کرے۔

۶۔ یہ کانفرنس سمجھتی ہے کہ C.A.A کے نفاذ کا فیصلہ ملک و قوم کے لئے خطرہ اور قومی دھاگے کو توڑنے کے مترادف ہے، لہٰذا اس اقدام سے پرہیز کیا جانا چاہیے۔

۷۔ یہ کانفرنس ملک کے حکمرانوں سے گذارش کرتی ہے کہ کمزوروں، اقلیتوں کی خستہ حالی دیکھتے ہوئے ان کے ساتھ خصوصی رعایت رکھے اور ان کے مسائل کے ساتھ زیادہ دلچسپی لے، انھیں تحفظ دے۔

۸۔ فلسطین مسلمانوں کی سرزمین ہے، اسرائیل نے اس پر غاصبانہ قبضہ کیا ہے اور موجودہ قتل و خونریزی اور نسل کشی کی کارروائی انتہائی ظالمانہ ہے۔ ہمارے ملک کی قیادت اور عالمی برادری کو مؤثر رول ادا کرنے کے لئے کانفرنس سفارش کرتی ہے۔

۹۔ ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی ملک کی سالمیت، ترقی اور بقا کیلئے نقصاندہ ہے، ملک میں رواداری، خیر سگالی اور بقائے باہم جیسے اصولوں کے فروغ کی ضرورت ہے، کانفرنس اس کی بھرپور تائید کرتی ہے۔

۱۰۔ کانفرنس سفارش کرتی ہیکہ جامعات و مدارس میں تعلیم کو معیاری بنایا جائے، تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی زور دیا جائے، بالخصوص مکاتب و مدارس پر اہل ثروت و ذمے داران کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بایں ہمہ ان تمام قراردادوں پر عمل درآمد اور اسکی انجام دہی اللہ کی مدد و نصرت، توحید، سنت کی پیروی، دین رحمت کے تقاضوں کی بجا آوری کے بغیر بہت مشکل ہے، وہی کارساز حقیقی ہے اور وہی آسانی پیدا کرنے والا ہے۔

آئینۂ جمعیت و جماعت

خطبہ استقبالیہ "دینِ رحمت کانفرنس"، جھولا میدان ممبئ

اسلام دین رحمت ہے، اس کا نظام عدل ورحمت، اخوت ومحبت، بھائی چارہ اور انصاف پر مبنی ہے۔

شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی (مدیر مجلہ الجماعۃ، ممبئ)

7رجنوری 2024ء بروز اتوار جھولا میدان، مومن پورہ، ممبئ کے وسیع وعریض گراؤنڈ پر ایک عظیم الشان کانفرنس "دین رحمت" کے عنوان پر منعقد ہوئی جس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ کے نائب ناظم اور مجلہ الجماعۃ کے ایڈیٹر معروف عالم دین شیخ عبدالحکیم عبدالمعبود مدنی رحفظہ اللہ نے درج ذیل خطبۂ استقبالیہ پیش فرمایا:

معززین جماعت!

دانشوران قوم وملت۔

عمائدین جمعیت۔

قابل قدر علماء، ائمہ وخطباء، مہمانان گرامی!

دینی بھائیو اور ساتھیو! آج جھولا میدان کے اس وسیع وعریض پنڈال میں جماعت حقہ، طائفہ منصورہ، جماعت اہل حدیث کی طرف سے منعقدہ اس تاریخی اور عظیم الشان "دین رحمت" کانفرنس کے پر مسرت موقع پر اور آپ کے اس جم غفیر اور باوقار حاضری کو دیکھ کر فرط مسرت اور خوشیوں کے بے اتھاہ جذبات سے میں لبریز ہوں اور اس حسین اور خوبصورت موقع پر میں اپنے معزز مہمانوں، لائق صد احترام خطباء اور علماء اور آپ تمام سامعین و حاضرین کا پرتپاک استقبال وخیر مقدم کرتا ہوں اور اللہ رب العالمین سے دعا گو ہوں کہ بار الٰہا ہماری اور آپ سب کی آج کی اس حاضری کو شرف قبولیت عطا فرما۔

معزز سامعین! آج کی اس پر رونق کانفرنس اور اس باوقار اسٹیج پر جن عالی مقام علماء ربانیین اور مہمانان عظام کا ہم استقبال کر رہے ہیں، وہ امت مسلمہ کا مخصوص طبقہ ہیں، وہ نائبین رسول اور جانشین انبیاء ہیں، وہ دین محمدی کے محافظ ونگہبان اور علوم نبوت کے شارح اور ترجمان ہیں۔ اس لئے میں آج کی اس کانفرنس میں اپنی طرف سے اور صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئ اور جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ بائیکلہ اور اسکے تمام ذمہ داران، اراکین اور منتظمین کی طرف سے بصمیم قلب ان کا خصوصی استقبال کرتا ہوں اور باری تعالی سے دعا گو ہوں کہ مولی ان کے علم اور عمر میں برکتیں عطا فرما اور اور انکے فیضان علم سے ہمیں ہمیشہ سیراب ہونے کی سعادت عطا فرما۔

جماعت کے معززین علماء اور عمائدین اور میرے غیور جوانو اور جماعت اہل حدیث کے شاہینو!

آج کے موجودہ پرفتن دور میں جہاں انسانیت اور پوری دنیا ظلم وتعدی، جبر وتسلط، ناانصافی اور نابرابری اور قتل وخونریزی سے سسک رہی اور کراہ رہی ہے۔

ہر چہار جانب ناانصافی عام ہوتی جارہی ہے۔

کمزوروں اور معصوموں پر ظلم اور تشدد بڑھتا جارہا ہے۔

اخوت اور بھائی چارگی کا دور دور تک کہیں پتہ نہیں۔

امن وسلامتی کی جگہ دہشت اور آتنک نے لے لی ہے۔

انسانیت کی جگہ ظلم کی تلواریں اور طاغوت کی یلغاریں ہیں۔ الغرض پوری دنیا فرعونیت، جبروت اور شیطانی طاقتوں کے بوجھ تلے دبی اور سسکتی چلی جارہی ہے ایسے موقع پر دین اسلام کی رحمتوں اور اس کے نظام عدل اور انصاف کو سمجھنا اور انسانیت کو ظلم اور جبروت سے بچانے کے لیے اس سچے دین کی رحمتوں کو اور اس کے آفاقی اور عالمگیر نظام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے، اور آج "دین رحمت" کے عنوان پر یہ کانفرنس اسی مقصد کے لئے بلائی گئی ہے۔

یہ بات ہم سب کو معلوم ہے کہ انصاف، اخوت، بھائی چارہ، امن وسلامتی اور رحمت وعدل کا جو نظام اسلام نے دنیا کو عطا کیا ہے وہ کسی اور

معاشرے میں، کسی اور مذہب اور دھرم میں ہمیں دور دور تک نظر نہیں آتا۔

پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلم سے کراہ رہی مکہ کی سرزمین کو اسلام کی رحمتوں سے جس طرح لالہ زار بنا دیا تھا اور عدل و انصاف کا بول بالا فرما کر آپ نے اسلام کے دین رحمت ہونے کا جس طرح سے اعلان فرما دیا تھا وہ اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔

غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اور اس کے آہنی پنجوں میں گرفتار لوگوں کو جس طریقے سے دین رحمت کی چھاؤں میں ایک سہارا ملا اس کی تاریخ عالم میں کوئی نظیر نہیں۔

زندہ درگور ہونے والی بیٹیوں اور نا انصافی کی مار جھیلنے والی عورتوں اور ماؤں بہنوں کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدل، عزت، شرافت، انسانیت اور رحمت و انصاف کا جو مقام اور مرتبہ عطا فرمایا وہ تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف میں مکتوب و محفوظ ہے۔

چالیس چالیس برس تک قبائل کی باہمی لڑائیوں اور ان کی خونریز جنگوں کو جس طریقے سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن و آشتی اور صلح و سلامتی کے اندر تبدیل فرما دیا اور اس طرح ایک پرامن اور صالح معاشرے کی تشکیل فرما دی وہ دنیا کی تاریخ میں اپنے آپ میں ایک بہترین نظیر ہے۔

اس دین کی رحمتوں کو اگر دیکھنا ہے اور اس کے حسین مظاہر کا ملاحظہ کرنا ہے تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی اور مدنی زندگی کے وہ واقعات اور آپ کی زندگی کے وہ صبر آزما اور مشکل ترین حالات ہی کافی ہیں جس میں ایک انسان کا جینا بھی محال ہو جاتا ہے ایسے موقع پر انسانیت کا ثبوت پیش کرنا، دلوں کے بے کراں رحم و کرم کے دروازوں کو وا کرنا اور قاتلوں، ظالموں اور خون کے پیاسوں کو معاف فرمانا پوری دنیائے انسانیت کے لئے قابل اتباع و نمونہ ہے۔

اسلام کی رحمتوں کو جاننا ہے تو طائف کے ان ظالموں اور اوباشوں سے پوچھنا ہوگا جنھوں نے آپ کو مار مار کر لہولہان کر دیا تھا اور پہاڑوں کے فرشتوں نے آ کر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہیں پیسنے اور پاش پاش کرنے کی اجازت مانگی تھی مگر قربان جائیں نبی رحمت علیہ الصلوۃ والسلام پر کہ ایسے موقع پر بھی زبان رسالت مآب گویا ہوئی کہ نہیں! یہ رحم کے محتاج ہیں، اگر یہ آج میری بات نہیں سمجھتے تو امید ہے ان کی آئندہ نسلیں میری بات ضرور سمجھیں گی۔

یہ اور اس طرح کی مثالیں تاریخ اسلام اور سیرت نبوی کے صفحات میں بے شمار اور بے حساب موجود ہیں، وقت نہیں ہے کہ میں اس تفصیل میں جاؤں لیکن آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور دنیا کے لوگوں کو آج یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر نظام ہے۔

اس کا نظام عدل و انصاف پر مبنی ہے۔

اس کا نظام رحمت و محبت پر مبنی ہے۔

اس کا نظام اخوت اور بھائی چارہ پر مبنی ہے۔

اس کا نظام امن و آشتی اور انسانیت اور اس کی فلاح و بہبود کی درد اور تڑپ پر مبنی ہے۔

دنیا کے لوگوں کو چاہیے اور خود ہمیں چاہیے کہ ہم اسلام کا اور اس کی سنہری تاریخ اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور اسلام کے نظام رحمت کو، اس کے نظام عدل کو اور اس کے نظام امن کو اور اس کے نظام اخوت اور محبت کو خود اختیار کریں اور دنیا کے اندر عام کرنے کی کوشش کریں۔ فرمان نبوی ہے۔

"ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء".

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

آخر میں میں اپنے تمام علماء، ائمہ، عمائدین جماعت اور آپ تمام حاضرین و سامعین کا تہ دل سے پھر استقبال کرتا ہوں اور آپ کی اس مثالی حاضری پر آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اللہ رب العالمین اسلام کے نظام رحمت اور اس کے نظام عدل کو دنیا میں جاری اور ساری فرما دے اور سسکتی و کراہتی انسانیت کو امن و انصاف کی راہ پر چلا اور ہمیں اسلامی اخوت، بھائی چارہ، محبت اور انسانیت کے ساتھ سماج اور معاشرے میں رہنے کی سعادت اور توفیق عطا فرما۔ ہمارے ملک اور ہمارے شہر اور ہمارے سماج اور معاشرے کو امن و آشتی کی نعمتوں سے مالا مال فرما۔ **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم.**

آئینہ جمعیت و جماعت

جمعیت کی دعوتی و تعلیمی سرگرمیاں

ادارہ

دعوتی سرگرمیاں:

1/جنوری 2024 :بروز اتوار محسن انسانیت کانفرنس بنیلی ٹوالا میں امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ نے بحیثیت صدر کانفرنس شرکت کی اور نہایت ہی اہم صدارتی کلمات سے سامعین کو مستفید کیا۔

14/جنوری 2024: بروز اتوار ''محسن انسانیت کانفرنس'' مہسلہ کوکن میں فضیلۃ الشیخ عبدالسلام سلفی/حفظہ اللہ نے بحیثیت صدر کانفرنس میں شرکت فرمائی اور ''ملکی وعالمی حالات میں محسن انسانیت کی تعلیمات'' پر پُرمغز خطاب کیا۔ اسی طرح آپ کی معیت میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ سنابلی، مدنی/حفظہ اللہ نے بھی شرکت کی اور ''اتباع محسن انسانیت کا عظیم حق'' جیسے اہم موضوع پر نہایت ہی اہم خطاب کیا۔

15/جنوری 2024 کو مسجد توحید تلوجہ میں شیخ ظفر الحسن مدنی (شارجہ)/حفظہ اللہ کا ایک اہم خطاب رکھا گیا جس میں شیخ موصوف نے ''مسجد اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ایک علمی خطاب کیا۔

18/جنوری 2024 کو مسجد اہل حدیث فیض عام چاندنگر کوسہ ممبرا میں جماعت کے باوقار عالم دین شیخ رضاء اللہ عبدالکریم مدنی/حفظہ اللہ کا خصوصی خطاب ہوا جس میں آپ نے ''عقیدہ ومنہج اور چند اہم ومعروف مسائل'' پر مدلل خطاب کیا۔

21/جنوری بروز اتوار صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی/حفظہ اللہ نے ہبلی کرناٹک کے ایک اہم اجتماع میں شرکت کی اور ''دین سے دوری اسباب، نقصانات اور علاج'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

23/جنوری کو گھانچی مسلم جماعت خانہ، پائیدھونی، ممبئی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ سنابلی، مدنی/حفظہ اللہ نے ''رواداری یا تنازل'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

26/جنوری بروز جمعہ جامع مسجد اہل حدیث و مدرسہ رحمانیہ گوونڈی ممبئی کی ''اصلاح امت کانفرنس'' میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی شیخ فیض الرحمن رحمانی/حفظہ اللہ نے شرکت کی اور مسلمان تعلیم میں پیچھے کیوں جیسے حساس موضوع پر خطاب کیا۔

27/جنوری بروز سنیچر صوبائی جمعیت اہل حدیث کے داعی و باحث شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی/حفظہ اللہ نے صفہ فاؤنڈیشن

ممبرا کے زیر اہتمام خواتین کی ایک خصوصی مجلس سے خطاب کیا۔

28/جنوری بروز اتوار سائن ودھاراوی کی اہل حدیث مساجد کی اشتراک سے منوہر جوشی کالج گراؤنڈ سائن میں ایک روزہ ''دعوت حق کانفرنس'' منعقد ہوئی جس کی صدارت صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے فرمائی جبکہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ سنابلی، مدنی رحفظہ اللہ نے ''دیوث کون'' جیسے اہم موضوع پر سامعین سے خطاب کیا اور نہایت ہی سادہ زبان میں دیوث کا معنی ومفہوم واضح کر کے قوم کو دیوثیت سے بچنے کی تلقین کی۔

30/جنوری 2024 کو مسجد اہل حدیث خالد بن عبدالرحمن ٹیمکر محلہ بائیکلہ میں دکتور شیخ عبدالحمید ظفر رحفظہ اللہ کا خصوصی خطاب ہوا۔

31/جنوری جامع مسجد اہل حدیث بھانڈوپ کی جانب سے منعقد کانفرنس بنام اصلاح معاشرہ کانفرنس میں امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے مختصر خطاب ''انسانیت کے نام اہم پیغام'' کے موضوع پر نہایت ہی سنجیدہ اور موقع کے مناسبت سے پیش کیا جسے حاضرین نے بغور سماعت کیا۔

3/فروری بروز سنیچر مسجد اہل حدیث چیمبور میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ سنابلی، مدنی رحفظہ اللہ کا خصوصی درس نماز ورکشاپ کے طور پر بڑا ہی اہم اور کارآمد رہا۔

4/فروری بروز اتوار کوکن کے علاقہ روہا میں شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی رحفظہ اللہ نے ایک دینی مجلس سے ''اتباع سنت لازمی کیوں؟'' کے موضوع پر خطاب کیا اور امیر محترم کا صدارتی خطاب بھی ہوا۔

اسی طرح شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ نے 9/فروری بروز جمعہ پونہ کے معروف علاقہ پوار بستی میں ایک دینی واصلاحی اجتماع میں شرکت کی اور ''مدارس ومکاتب کی اہمیت وضرورت'' کے موضوع پر اہم خطاب پیش کیا۔

شیخ عنایت اللہ صاحب سنابلی مدنی رحفظہ اللہ نے 11-12 فروری وانم باڑی تمل ناڈو کے ایک اہم اجتماع میں شرکت کی اور(۱) ''اسلامی احکام میں رحمت اور آسانی کی مثالیں''، (۲)''خواتین کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر دو اہم خطاب کیا۔ اسی طرح آپ نے کارکلا ییلو راڈپی کرناٹک میں 17/فروری بروز سنیچر ایک اہم اجتماع سے خطاب کیا۔

18/فروری بروز اتوار محمدیہ مسجد پارکرواڑی ماہم میں شیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی رحفظہ اللہ نے الحمدللہ ''آخرت'' سیریز کے نام سے ایک درس کی ابتداء کی جو ان شاءاللہ مسلسل جاری رہے گا۔ اور 23/فروری بروز جمعہ الیاس نگر اصلاح المسلمین کے زیر اہتمام دینی واصلاحی اجتماع سے آپ نے ''فہم دین میں صحابہ کی ضرورت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

25/فروری 2024 بروز اتوار خیری، ضلع سیونی مدھیہ پردیس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی وباحث شیخ عنایت اللہ سنابلی، مدنی رحفظہ اللہ نے ایک اجتماع سے ''موجودہ دور کے فتنے اور ان سے بچاؤ کے طریقے'' کے موضوع پر مفصل

خطاب کیا۔

5رفروری 2024 بروز پیر مسجد اہل حدیث محمدیہ کمہار واڑا دھاراوی کے پندرہ روزہ درس میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی شیخ فیض الرحمن رحمانی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور ''ناامیدی کفر ہے'' جیسے حساس موضوع پر خطاب کیا۔

12رفروری 2024 بعد نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد اہل حدیث مومن پورہ بائیکلہ ممبئی میں امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ کی صدارت میں شیخ ظفر الحسن مدنی رحفظہ اللہ کا خطاب رکھا گیا جس میں ''صبر واستقامت'' پر آپ نے نہایت ہی اہم خطاب کیا اور امیر محترم کا بھی مختصر پیغام تھا۔

اسی طرح 18رفروری 2024 بروز اتوار ''فلاح انسانیت کانفرنس'' وسئی میں بحیثیت صدر امیر محترم شیخ عبد السلام سلفی رحفظہ اللہ نے شرکت کی اور ''انسانیت کی فلاح توحید میں ہے'' جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا۔

22رفروری 2024 کو امیر محترم شیخ عبدالسلام سلفی رحفظہ اللہ نے بیجاپور کرناٹک کا دورہ کیا۔اور 23رفروری بروز جمعہ مسجد ابوبکر بیجاپور کرناٹک میں خطبہ جمعہ دیا۔اور 23-24رفروری بروز جمعہ، سنیچر وہاں کی دو اہم مساجد میں بعد نماز مغرب اصلاحی وتربیتی خطاب فرمایا۔25رتاریخ کو گلبرگہ کرناٹک میں امیر صاحب وہاں کی ضلعی جمعیت اہل حدیث کی دعوت پر پہنچے۔ایک مسجد ومدرسہ کی سنگ بنیاد کے ساتھ بعد نماز مغرب آپ نے خطاب فرمایا۔

25رفروری بروز اتوار بعد نماز ظہر مسجد اہل حدیث ومدرسہ دارالہدیٰ سوریہ نگر وکرولی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے داعی شیخ فیض الرحمن رحمانی رحفظہ اللہ نے بچوں کے سالانہ امتحان میں شرکت کی اور وہاں کی تعلیمی حالات کا جائزہ لیا اور مفید مشوروں سے نوازا نیز بعد نماز عصر آئی سی کرلا کے صفہ اسلامک کلاسز کے طلبہ کے سالانہ تعلیمی مظاہرہ میں بحیثیت حکم شرکت کی اوران کا جائزہ لیا نیز آخر میں چند مفید تاثرات بھی پیش کر کے طلبہ، اساتذہ اور ذمہ داران کو مبارکباد دی اوران کی ہمت افزائی بھی کی۔

اس کے علاوہ شیخ عنایت اللہ مدنی رحفظہ اللہ کے مسجد حسن رائل گارڈن کوسہ ممبرا، مسجد اہل حدیث سیلیش نگر ممبرا، مسجد اہل حدیث مومن پورہ بائیکلہ، مسجد اہل حدیث کاشی میرا، مسجد اہل حدیث دارالہدیٰ ساکی ناکہ، مسجد اہل حدیث فیضان اپارٹمنٹ جوگیشوری، ہلائی گھانچی جماعت خانہ پائیدھونی ممبئی، وغیرہ میں شرح کتاب التوحید، شرح القواعد الاربع، جدید مناہج کی حقیقت، عشرہ مبشرہ سیریز، عقیدہ وسنت کے متعلق سلف صالحین کے اقوال جیسی اہم اور اصولی کتابوں کے ہفتہ واری وپندرہ روزہ دروس جاری وساری ہیں۔فللّٰہ الحمد۔

نیز ماہ رجب وماہ شعبان کی مناسبت سے شیخ محترم کے ویڈیو دروس رجب وشعبان سیریز کی شکل میں بڑے ہی اہتمام کے ساتھ سوشل میڈیا پر اپلوڈ کیا گیا جس میں ان مہینوں کے مقام ومرتبے نیز بدعات وخرافات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی۔فللّٰہ الحمد۔

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
March-April 2024

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد اللہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کر رہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

- تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- علماء وائمہ کے لئے سالانہ دورۂ تدریبیہ
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈ بل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- مجلہ الجماعہ کی اشاعت۔
- کتابوں کی مفت تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون اور آسمانی وزمینی آفات پر بھرپور مدد۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاھم اللہ خیراً

A1 Grafix Studio : +91-9819189965

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
9892255244 9892555244 ahlehadeesmumbai@gmail.com @JamiatSubai
subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com majallahaljamaah@gmail.com